حج کے خاص اور اہم حقوق
جس میں بیت اللہ شریف کی حاضری جو کہ ولایت کا مختصر راستہ ہے۔ اسکے برکات و فوائد، حاجی کا بلند مقام اور اس کی ذمہ داری، اس کے ذریعہ صلاح وتقویٰ، دینی ذوق وشوق، عشق ومحبت الٰہی کے پاکیزہ جذبات، ایمانی اخلاق وعادات، اسلامی سیرت وکردار کے حصول وبقاء کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔
از
محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
ناشر:
الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل
الاختر
کراچی ○ لاہور ○ اسلام آباد ○ پشاور ○ بہاولنگر ○ بنوں
لاہور آفس: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
پوسٹ بکس نمبر 2074 لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54000 ☎ 042-6373310 - 6370371
E-mail: khanqah@theflash.net - imdadyah@hotmail.com

مجھ پہ یہ لطفِ فراواں، میں تو اس قابل نہ تھا
تیری اس رحمت پہ قرباں، میں تو اس قابل نہ تھا

یہ تہی دستِ ازل بھی تیرے در سے اے کریم
لے چلا ہے بھر کے داماں، میں تو اس قابل نہ تھا

ہے احد معبود اپنا، اور نبی ﷺ خیر الورائی
شیخ بھی ہے قطبِ دوراں، میں تو اس قابل نہ تھا

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

جس میں بیت اللہ شریف کی حاضری جو کہ ولایت کا مختصر راستہ ہے۔ اسکے برکات و فوائد، حاجی کا بلند مقام اور اس کی ذمہ داری، اس کے ذریعہ صلاح وتقویٰ، دینی ذوق وشوق، عشق ومحبت الٰہی کے پاکیزہ جذبات، ایمانی اخلاق وعادات، اسلامی سیرت وکردار کے حصول وبقاء کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

از

محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

نام کتاب ——————— حج کے خاص اور اہم حقوق

وعظ ——————— محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

مرتب ——————— محمد افضال الرحمٰن

ناشر ——————— الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل

اشاعت اول ——————— ذوالحجۃ 1421ھ ہجری

ملنے کے پتے

مواعظ کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون؛ 6373310-فیکس: 042-6370371

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54920

فون؛ 042-6551774 ,042-6861584

نگرانِ اشاعت

ڈاکٹر عبد المقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

---

32 راجپوت بلاک نفیر آباد، باغبان پورہ لاہور ☎: 6861584-6551774

فہرست مضامین

باسمہ تعالیٰ

عرض مرتب

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنیادی طور پر دو شانیں ہیں
ایک شان جلال دوسرے شان جمال اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ بندوں کا
اپنے خالق و مالک سے تعلق دو طرح کا ہے ایک عبدیت و بندگی کا دوسرے
عشق و محبت کا، پہلے تعلق کا مظہر نماز ہے، دوسرے تعلق کا مظہر حج ہے۔

حج کے ارکان و اعمال، مناسک و عبادات سے واضح ہوتا ہے کہ
یہ ایسا اسلامی فریضہ ہے جس میں انسان حکم کا بندہ اور اشاروں کا غلام
بن جاتا ہے، عشق و محبت، شوریدگی و اشفتہ سری کا قدم قدم پر مظاہرہ کرتا ہے
جو اہل جنوں و اہل وفا کا شعار ہے کہ کبھی حجر اسود کا بوسہ لیتا نظر آتا ہے، کبھی
بیت اللہ کا چکر لگاتا کبھی صفا و مروہ کے درمیان دوڑتا بھاگتا، کبھی منیٰ
میں کبھی عرفات میں دعا و عبادت میں، کبھی مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے ساتھ
ملانے میں مشغول دکھائی دیتا ہے، کبھی ٹھہرتا ہے کبھی سفر کرتا ہے، نہ اپنی
کوئی رائے، نہ کوئی تجویز، نہ خواہش کی تابعداری، نہ شہوت کی غلامی،

بس ایک عاشقانہ انداز ہے کیف ومستی، اخلاص ومحبت کے جذبہ سے سرشار ہوکر عاشقانہ لباس پہن کر اطاعت وانقیاد تسلیم وعبودیت میں مصروف رہ کر اپنے دل کی سیرابی روح کی تسکین مغفرت وبخشش رحمت الٰہی اور اسکے انوارات وبرکات سے اپنے دامن مراد کو بھرنا ہے، حج ایسی عظیم عبادت کی سوغات اس کے فوائد ومنافع زندگی میں اسکے ذریعہ صالحیت ونیکی اخلاق میں عمدگی، کردار میں درستگی، اور اس کے مفید اثرات کے بقاء، کے لئے مرشدی محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا وعظ جو منیٰ میں ہوا حجاج کرام کے لئے بطور خاص زاد راہ ہے حضرت والا مدظلہ کی نظر ثانی واجازت سے مجلس اس کو حج کے خاص اور اہم حقوق کے نام سے پیش کررہی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماکر امتِ مسلمہ کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد افضال الرحمٰن

خادم اشرف المدارس ہردوئی

۱۰؍ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ

باسمہٖ تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

امابعد!

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ (متفق علیہ)

اللہ کے لئے جو حج کرے اور بدزبانی و نافرمانی نہ کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر لوٹے گا جیسے کہ آج ہی اس کی ماں نے اسکو جنا ہے۔

بعض احباب نے خواہش کی کہ حجاج کرام کے بارے میں کچھ باتیں بیان کردی جائیں بعض باتیں تو پہلے بھی اسکے متعلق کہی جاچکی ہیں۔ حج کے بعد کن کن چیزوں کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام رکھنا چاہئے۔ اسوقت ان کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ اٹھانے کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں

اس سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ کسی چیز سے فائدہ اٹھانے کے لئے دو
چیزیں ضروری ہیں ایک تو یہ کہ وہ کامل ہو دوسرے یہ کہ وہ ہمارے پاس باقی بھی رہے
جب یہ دونوں ہی چیزیں ہونگی تب جاکر ہم اس سے پورا نفع اور فائدہ اٹھا سکیں گے
ان دونوں میں سے ایک ہو اور ایک نہ ہو یا دونوں ہی نہ ہوں تو پھر نہ تو اس سے فائدہ
ہی اٹھایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع ہوگا۔ مثال کے طور پر گھڑی ہے اس کا
فائدہ اور نفع جب ہی ہوگا جبکہ وہ کامل بھی ہو اور باقی بھی رہے اب اگر کسی کے پاس
گھڑی موجود ہے لیکن اسکی سوئیاں غائب ہیں یا اسکا ڈائیل غائب ہے تو فائدہ
حاصل نہ ہوگا یا گھڑی تو پوری ہے مگر آج ہی لے کر آئے اور کل صبح چوری ہوگئی تب بھی
ایسی حالت میں اسکا نفع نہیں ہوگا پہلی صورت میں وہ کامل نہیں اسلئے اسکا فائدہ
حاصل نہیں ہو رہا ہے دوسری صورت میں وہ ہمارے پاس باقی نہیں اسلئے ہم کو اسکا
نفع نہیں مل رہا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ کسی چیز کا نفع اور اس کا فائدہ حاصل
ہونے کیلئے دو چیزیں اصولی ہیں ایک تو یہ کہ وہ کامل بھی ہو دوسرے یہ کہ وہ ہمارے
پاس باقی بھی رہے۔

یہاں حاضری کیوں ہوئی؟

قابل غور بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کی حرم شریف میں جو حاضری ہوئی ہے وہ
حج جیسی عبادت کیلئے ہوئی ہے اس سے کتنا شرف حاصل ہوتا ہے کتنا اعزاز ملتا

ہے یوں تو ہر عبادت کے خاص فائدے اور منافع ہیں۔ ہر طاعت کا بڑا اجر و ثواب ہے لیکن حج ایسی عبادت ہے کہ اس سے جو شرف ملتا ہے وہ کسی اور عمل سے حاصل نہیں ہوتا۔

ولی اللہ بننے کا مہینہ

رمضان شریف کا مہینہ کتنی خیر و برکت کا مہینہ ہے ولی بننے کا مہینہ ہے ایک شخص اس میں تیس روزے قاعدے سے رکھ لے ولی بنجائیگا جیسے بعض لوگوں کی صحت خراب ہوتی ہے وہ اپنا علاج کراتے رہتے ہیں انکے لئے معالج تجویز کرتا ہے کہ فلاں مقام پر چلے جاؤ وہاں جاکر رہو تمھاری صحت بنتی چلی جائے گی صحت ٹھیک ہو جائے گی چنانچہ معالج کے مشورہ پر عمل کرتا ہے چند دنوں میں صحتمند ہو جاتا ہے ایسے ہی روحانی صحت مند ہونے کے لئے رمضان شریف کا مہینہ ہے کہ اس میں آدمی ولی اللہ بن جاتا ہے۔

طالبان دین کا مقام

ایسے ہی علم دین حاصل کرنے۔ دین پڑھنے پڑھانے کی بڑی فضیلت ہے فرمایا گیا۔

من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع (رواہ الترمذی)
جو شخص طلب علم کیلئے نکلے وہ اللہ کے راستہ میں ہے یہانتک کہ واپس آئے۔

کتنی بڑی فضیلت ہے۔ ایسے ہی دینی باتوں کے سننے دینی مذاکرہ میں شرکت

سے نفع ہوتا ہے حکم ہے نصیحت کرو اسکا فائدہ ہوتا ہے ۔ نفع ہوتا ہے ۔ فرمایا گیا وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور نصیحت کیجیے اسلئے کہ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے ۔ (پ ۲۷ ع ۲)

صحبت نیکاں گریک ساعتست

نفع ہوتا ہے بعض اوقات اسکا ظہور دیر میں ہوتا ہے ۔ دینی مجالس اور اچھی صحبت کے بھی برکات ہیں نیک صحبت کے بارے میں مشہور شعر بھی ہے ۔

؎ صحبت نیکاں گریک ساعتست
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر کسی کامل کی صحبت ایک ساعت ملجائے تو یہ بسا اوقات برسوں کی عبادت سے بڑھ جاتی ہے ۔ اسلئے کہ اگر یہ نفلی عبادت کرے گا ۔ نفلی روزے رکھے گا تو فائدہ ہوگا ۔ اجر ملے گا ۔ ثواب ملے گا ۔ لیکن اگر کوئی اس میں عملی یا علمی غلطی ہے اس کی اصلاح اس سے نہیں ہوگی ۔ اگر کسی اللہ والے کی صحبت میں پہونچے گا تو ان کی صحبت میں ایسی باتیں کان میں پڑیں گی کہ غلطی کی اصلاح ہو جائے گی ۔ بعض اوقات تو ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جس سے زندگی کا رخ پلٹ جاتا ہے اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں ۔ عبرت کے لئے ایک واقعہ ذکر تا ہوں ۔ ہمارے یہاں رمضان شریف میں ایک صاحب تشریف لائے ۔ کچھ دنوں تک رہے عصر کی نماز کے بعد پانچ سات منٹ کچھ دینی باتیں سنانے کا معمول ہے ۔ ان

دنوں بڑے بڑے گناہوں کے سنانے کا بھی سلسلہ تھا۔ بڑے گناہ میں رشوت کا ذکر آیا۔ اسکی میں نے کچھ تشریح بھی کردی۔ مجبوری کی حالت میں تو حکم علیحدہ ہے۔ ایک شخص ہے اگر وہ رشوت نہیں دیتا تو اسکو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے تو ایسے موقع پر شریعت نے سہولت و آسانی دی ہے اسکی مثال میں دیا کرتا ہوں کہ کوئی ناشتہ دان میں روٹی بوٹی لے جارہا ہے ایک کٹکھنا کتا پیچھے لگ گیا بھوکا بھی معلوم ہوتا ہے بار بار لپک رہا ہے اگر اسکو کچھ نہیں دیتے تو اندیشہ ہے کہ پیر کی بوٹی نوچ لے گا اب ایسے موقع پر کیا کروگے۔ اس سے بچنے کیلئے ناشتہ دان کی روٹی بوٹی دیدو۔ ایسے ہی شریعت نے نقصان سے بچنے کے لئے تو اسکی اجازت دی ہے لیکن لینے کی کسی حال میں بھی اجازت نہیں دی ہے۔ رشوت کے سلسلہ میں یہ باتیں انکے کان میں پڑیں۔ کچھ دن قیام کر کے چلے گئے۔ پھر انھوں نے اپنے گھر سے خط لکھا کہ رمضان شریف میں آٹھ دس روز میں آپ کے یہاں رہا بڑا فائدہ ہوا۔ اتنا فائدہ ہوا کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میں رشوت لیا کرتا تھا آپ کے یہاں اس سلسلہ میں باتیں سنیں تو ارادہ کر لیا کہ اب نہیں لوں گا اور جن لوگوں کی لی ہیں ان کو واپس کروں گا یہاں آکر حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ابتک ایک لاکھ روپئے رشوت کے لے چکا ہوں اور اس وقت اسکی میں نے پہلی قسط تیس ہزار روپیہ دے کر اپنے ایک دوست سے کہا کہ جاؤ سب کی رقم واپس کردو تو کچھ لوگوں نے تو لے لیا اور اکثر لوگوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کردیا کہ انھوں نے ہم سے مانگا نہیں ہم نے تو کام کے بعد خوشی سے دیا اور بعضوں نے معاف کردیا اس طرح اٹھارہ ہزار سے زائد روپیہ واپس آگیا اب میں دوسری قسط روانہ کر رہا ہوں

حفظ قرآن اور اسکی تلاوت کا اجر

ایسے ہی تلاوت قرآن پر کتنا اجر ہے۔ فرمایا گیا۔

من قرأ حرفا من كتاب الله فله حسنة والحسنة بعشر امثالها[۱]	جو شخص قرآن پاک کے ایک حرف کی تلاوت کرے تو اس کے لئے ایک نیکی ہے اور وہ نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے

ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں کوئی شخص ایک قرآن پاک پڑھے تو اس لحاظ سے تقریباً تیس اکتیس لاکھ نیکیاں اسکو مل جاتی ہیں حفظ قرآن پاک کی کتنی بڑی فضیلت ہے فرمایا گیا

من قرأ القرآن فاشد ظهرة فاحل حلاله وحرم حرامه ادخله الجنة وشفعه فى عشرة من اهل بيته كلهم قد وجبت له النار۔ رواه احمد[۲]	جو شخص قرآن پاک کو پڑھے اور اسکو اچھی طرح یاد کرے پھر اسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے تو اسکا داخلہ جنت میں ہوگا اور اسکے گھر والوں میں سے ان دس افراد کے بارے میں اسکی شفاعت کو قبول کیا جائے گا جو سب جہنم کے مستحق تھے۔

اور حافظ سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔

اقرأ وارتق[۳]	پڑھتا جا اور چڑھتا جا

یہ سب فضائل و برکات مختلف اعمال کے ہیں ان کو تو مثال کے طور پر ذکر

---

[۱] ترمذی مشکوٰۃ ۱/۱۸۶ [۲] مشکوٰۃ ۱/۱۸۷ [۳] ترمذی مشکوٰۃ ۱/۱۸۶

کردیا گیا ورنہ اور بھی دوسرے اعمال ہیں کہ ان کے اجر و ثواب کا ذکر کیا گیا ہے

حاجی کا بلند مقام

ان سب کے باوجود کسی عمل کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے کہ اس کے کرنے والے سے ملو اور دعا کراؤ، تم حافظ سے ملو۔ عالم سے ملو روزہ دار سے ملو اور ان سب سے دعا کی درخواست کرو۔ وہ مستجاب الدعوات ہے اس کی دعا قبول ہوگی یہ حکم کسی کے لئے نہیں ہے۔ صرف حج کرنیوالے حاجی کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب وہ حج کر کے آئے تو حکم ہے کہ اس کے گھر آنے سے پہلے پہلے اس سے ملاقات کرو تو دعا کی گذارش کرو۔ فرمایا گیا۔

اذا لقیت الحاج فسلّم علیه وصافحه ومره ان یستغفر لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له [1]

حاجی سے جب تمہاری ملاقات ہو تو اسے سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اسکے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرو، اسلئے کہ وہ بخشا بخشایا ہے

جب حج کر کے آدمی لوٹتا ہے تو وہ اب ایسا ہو گیا گویا کہ آج ہی اس کی پیدائش ہوئی ہے سارے گناہ اسکے مٹ جاتے ہیں۔ معاف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا گیا

من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه (متفق علیه) [2]

اللہ کیلئے جو حج کرے اور بدزبانی و نافرمانی نہ کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو کر لوٹے گا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے جنا ہے

---

[1] رواہ احمد مشکوٰۃ ۱/۱۸۶ [2] مشکوٰۃ ۱/۲۲۱

دربار الٰہی کی حاضری کی برکت

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں یا تو حق اللہ سے متعلق ہونگے کہ حقوق اللہ کو ضائع کیا ہوگا۔ یا حق العبد سے متعلق ہونگے کہ حق العبد کو ضائع کیا ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو اس کی برکت سے اپنے حق کو تو معاف کر دیں گے۔ اب رہ گئے حقوق العباد مثلاً کہ کسی کو مارا پیٹا کسی کو برا بھلا کہا کسی کو گالی دی اسی طرح اور دوسرے معاملات ان کی تلافی کی صورتیں پیدا فرما دیں گے ایسی آسانیاں و سہولتیں فرما دیں گے کہ جس سے کہ صاحب حق اپنے حق کو معاف کر دیگا کہ فرما دینگے کہ بھائی اسکی غلطی کو معاف کر دو تم کو یہ انعام ملجائیگا اس طرح سے معافی کی صورت ہو جائے گی پھر یہ کہ حاجی کو جہاں اتنا بڑا اشرف ملا ہے تو اس کی برکت سے خود اسکو حقوق العباد کی ادائیگی اور تلافی کی توفیق ملجائیگی

نفع بقدر مجاہدہ ہوتا ہے

اور یہ اسلئے کہ اصلاح و تربیت کے لئے مجاہدہ ضروری ہے۔ برسوں سے جو غلط عادتیں پڑی ہوئی ہیں ان کی درستگی کے لئے مجاہدہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ شریعت پر عمل کرنے کے لئے نفس کو جو گرانی ہوتی ہے اسکو جو مشقت و تکلیف ہوتی ہے اس کو انسان جب برداشت کرتا ہے تو پھر اس سے راستے کھل جاتے ہیں جتنا قوی مجاہدہ ہوتا ہے اتنا ہی نفع بھی زیادہ ہوتا ہے، مجاہدہ سے تسہیل بھی ہو جاتی ہے تعجیل بھی ہو جاتی ہے۔ اس کی توضیح کے لئے سفر کی مثال دیا کرتا ہوں

کہ مان لو ایک شخص ہے اس کو کسی ایسی جگہ جانا ہے جہاں بس کا بھی راستہ ہے۔
وہاں ریل بھی جاتی ہے اور ہوائی جہاز کا بھی نظم ہے۔ اب اگر وہ بس سے سفر کرے
تو منزل پر پہونچے گا مگر دیر لگے گی، مشقت بھی ہوگی۔ اور بس کے بجائے اگر ایکسپریس
سے سفر کرے تو تعجیل ہوگی پھر اگر فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لیا تو اس میں تعجیل تو نہیں
ہوگی تسہیل ہوگی۔ اگر ایر کنڈیشن کا ٹکٹ لیا تو اس میں اور زیادہ تسہیل ہو جائیگی
مگر تعجیل پھر بھی نہیں ہوگی اور اگر ہوائی جہاز کا ٹکٹ لیا تو اس میں تسہیل بھی سب
سے زیادہ اور تعجیل بھی سب سے زیادہ۔ یہ فرق کیوں ہے؟ وہی مجاہدے والی بات
ہے۔ ہوائی جہاز میں مجاہدہ سب سے زیادہ ہے مالی مجاہدہ بھی زیادہ ہے۔ بدنی
مجاہدہ بھی زیادہ ہے۔ کہ جان خطرے میں ہے اسی لحاظ سے بھی نفع زیادہ ہے کہ اس
میں تسہیل بھی ہے تعجیل بھی ہے مجاہدہ قوی ہے اسلئے نفع بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔

مجاہدہ کے ساتھ رہبر کی اتباع بھی چاہئے

اچھا ہے اسی سلسلہ میں ایک بات اور عرض کر دی جائے کہ بعض لوگ سمجھتے
ہیں کہ منزل تک پہونچنے کیلئے صرف مجاہدہ کافی ہے یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ ہر منزل کا
جو رہبر ہے اسکی ہدایت کے موافق مجاہدہ ہو اور اسکی اتباع بھی ہو تو پھر مجاہدہ مفید
ہوگا۔ اور اگر اتباع نہ ہو تو مجاہدہ کا فائدہ نہیں ملے گا۔ ہوائی جہاز کے سفر ہی میں
کتنا مجاہدہ ہے لیکن اسکا فائدہ جب ہی ہوگا جبکہ وہاں کے اصول کی پابندی
کی جائے۔ ہدایت کے موافق معاملہ کیا جائے مثلاً اطلاع دی گئی کہ ہوائی اڈے
فلاں وقت آئیے۔ اب سستی و کاہلی کر دی مقررہ وقت پر نہیں آئے تو کیا ہوا ہوائی جہاز

چلا جائے گا۔ اس مجاہدہ کا فائدہ نہیں ہوا۔ حرمین شریفین نہیں پہونچے۔ کیوں؟
رہبر کی ہدایت کی خلاف ورزی کی۔ اس کی اتباع نہیں کی۔ ہدایت کی گئی کہ کراچی
کے ہوائی اڈے پر تیاری کر کے آجانا۔ آپ وقت مقررہ پر تو آگئے مگر ٹکٹ نہیں لیا تو
کیا ہوگا سفر نہیں ہو پائے گا اس سے معلوم ہوا کہ خالی مجاہدہ کافی نہیں بلکہ جس
نوع کے بھی مجاہدہ کی ضرورت ہو اس نوع کا مجاہدہ کرے اسکے رہبر کی اتباع اور
اسکی ہدایت کے موافق جب اس کا نفع اور فائدہ ہوگا۔

ولایت کا بہت مختصر راستہ

حج کے سلسلہ میں ایک اور بات کہا کرتا ہوں کہ مان لو کسی جگہ جانے کے
تین راستے ہیں۔ ایک طویل ہے دوسرا مختصر ہے تیسرا بہت ہی مختصر ہے ظاہر ہے
کہ ان تینوں میں جو بہت مختصر راستہ ہے اسی کو لوگ پسند کریں گے اور اختیار کرنے
کی کوشش بھی کریں گے۔ اسی طرح ولی اللہ بننے اور اللہ کے قرب خاص کے بھی
تین راستے ہیں۔ ایک طویل۔ دوسرا مختصر۔ تیسرا بہت ہی مختصر طویل راستہ یہ کہ انسان
فرائض و واجبات کی پابندی کرے۔ طاعات کا اہتمام کرے۔ سنن و مستحبات پر
عمل کرتا رہے گناہوں سے بچتا رہے اسکے لئے مجاہدات کرتا رہے۔ ایک راستہ تو
یہ ہے لیکن یہ طویل ہے۔ ایک اس سے مختصر راستہ ہے وہ رمضان شریف کے تیس
روزے ہیں۔ کوئی شخص قاعدہ سے ان کو رکھ لے ولی بن جائے گا رمضان کے تیس
روزے متقی بننے کی تیس گولیاں ہیں۔ ہدایت کے مطابق ان کو استعمال کرے تو فائدہ
ہوگا اور ایک اس سے بھی مختصر راستہ ہے وہ حج ہے۔ پہلے لوگ پانی کے جہاز سے

آتے تھے۔ دس بارہ دن لگ جاتے تھے۔ اب کتنی جلد آجاتے ہیں۔ جو منزل
دس بارہ دن میں طے ہوتی تھی وہ چند گھنٹوں میں طے ہو جاتی ہے۔ لیکن پیسہ بھی
زیادہ خرچ ہوتا ہے جان بھی خطرہ میں ہوتی ہے تو اس میں مجاہدہ دونوں قسم کا ہے
مالی بھی ہے بدنی بھی ہے اور وہ بھی قوی مجاہدہ ہے۔ نفع بھی زیادہ ہے اسلئے یہ
ولایت کا مختصر راستہ ہے اس سے انسان کو ولایت ملجاتی ہے۔

حج کی برکات کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے

حج سے جب اتنا بڑا شرف ملتا ہے اور اسکے اتنے فوائد و برکات ہیں تو اسکو
حاصل کرنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت پڑے گی۔ ایک تو یہ کہ حج کامل ہو، دوسرے
یہ کہ وہ باقی بھی رہے۔ کامل حج یہ ہے کہ اسکو قاعدے کے مطابق کیا جائے۔ اسمیں
فرائض وواجبات کی ادائیگی ہو سنن ومستحبات کا اہتمام ہو۔ بے اصولی اور قاعدے
کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ کوئی بات معلوم نہ ہو تو اسکو معلوم کیا جائے۔ اپنی
رائے اور فہم پر اعتماد نہ کرے جو جی میں آیا جیسا سمجھ میں آیا کر لیا۔ اتنا پیسہ بھی خرچ کرکے
وہی اپنی من مانی والا معاملہ یہ کتنے تعجب کی بات ہے۔ اسلئے جو بات معلوم نہ ہو اسکو
معلوم کرے اور قاعدے کے مطابق اس کو کرے تاکہ حج میں کوئی کمی نہ ہو۔ پورا ہو۔
پھر یہ کہ خالص اللہ کی رضا کیلئے ہو اسکو راضی و خوش کرنے کے لئے ہو۔ حج کے جو
فضائل و برکات ہیں وہ اسی حج کے ہیں جس میں اخلاص ہو۔ ریا و شہرت اسی طرح
اور دوسرے اغراض نہ ہوں۔ یہ بات اسلئے عرض کی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی
مختلف اغراض ہوں گی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

تحج اغنیاء امتی للنزہۃ واوساطھم للتجارۃ وفقرائھم للمسئلۃ وقرائھم للریاء والسمعۃ [۱]

میری امت کے امیر لوگ محض سیر و تفریح کی نیت سے حج کرینگے میری امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کریگا، فقراء سوال کرنے کی غرض سے حج کریں گے اور علماء شہرت و ریا کی وجہ سے حج کریں گے۔

ایک طرف حج کے ساتھ لوگوں کا یہ معاملہ ہوگا وہاں یہ بھی ہے کہ قیامت تک ہر زمانہ میں ایک جماعت مخلصین کی بھی رہے گی جن کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی ہی ہوگی۔ کام کرو اللہ کی خوشنودی و رضا کیلئے کرو۔ اگر اخلاص نہیں تو نیک عمل بھی نیک نہیں بنتا، کوئی نیکی بغیر اخلاص کے نیکی نہیں بنتی۔ نماز پڑھتا ہے دکھاوے کے لئے۔ حج کرتا ہے ناموری و شہرت کیلئے تو وہ نیکی نہیں بنے گی اخلاص ضروری ہے تاکہ یہ حج صحیح ہو جائے۔ ٹھیک ہو جائے۔ یہ باتیں تو وہ ہیں جن کا تعلق حج سے ہے کہ اس کی وجہ سے حج صحیح ہوتا ہے۔

کسی بھی عمل سے حج کا اظہار نہ کیا جائے

اب یہ کہ وہ باقی رہے اسکے لئے پہلی چیز تو یہ ہے کہ جو حج کیا ہے۔ اپنی طرف سے اس کا اخفاء ہونا چاہئے۔ اظہار نہ ہو۔ جس طرح حج سے پہلے اور حج میں اخلاص کی ضرورت ہے اسی طرح حج کے بعد بھی اخلاص چاہئے یہ نہیں کہ ہم کو اللہ نے یہ نعمت دی تو اب ہماری طرف سے یہ معاملہ ہوا کہ ہم اپنے تذکرے کریں۔ ایسے معاملات

---

[۱] اتحاف السادہ المتقین ۴/۴۳۲

کریں جس سے لوگوں کے علم میں آئے کہ ہم حاجی ہیں جن کو ہمارے حج کا علم نہیں ہے ان کو بھی اس کا علم ہو جائے۔ اس طرح کے معاملات اور تذکرے سے احتیاط کرنا چاہیئے اگر اسکے برخلاف معاملہ کیا تو اسکا حاصل یہ ہوگا کہ ہم نے جو حج کیا تھا وہ لوگوں میں شہرت و مقبولیت کیلئے کیا تھا یہ بات اسلئے عرض کی کہ بعض مرتبہ اس نوع کے معاملات لوگ کرنے لگ جاتے ہیں کہ کبھی اسکے حج کے واقعات کا ذکر کرنے لگ جاتے ہیں۔ کبھی سفر کے اخراجات وغیرہ کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ کبھی وہاں کا سامان جو تبرک کے طور پر لے آئے تھے اس کا تذکرہ کرتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو حاجی ہونا ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک واقعہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ایک رئیس کے یہاں ایک بزرگ تشریف لے گئے۔ گرمی کا زمانہ تھا، پیاس لگی تو انھوں نے پینے کے لئے پانی مانگا۔ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کی صراحیاں تبرک کے طور پر لوگ لے جایا کرتے تھے۔ اہتمام سے رکھا کرتے تھے اور ان میں پانی بھی خوب ٹھنڈا ہوتا تھا۔ رئیس صاحب بھی وہ صراحی اپنے یہاں لے کر آئے تھے۔ تو انھوں نے اپنے خادم سے کہا کہ اس صراحی سے پانی لانا جو ہم دوسرے سفر حج میں لائے تھے خیر بات ہو گئی۔ ٹھنڈا پانی آیا۔ پیا۔ وہ بزرگ جب پانی پی چکے تو فرمایا کہ آپنے بڑا ٹھنڈا پانی پلایا بہت جی خوش ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ بطور خیر خواہی کے ایک بات ہے کہ آپ نے جو کہا کہ اس صراحی سے پانی لانا جو دوسرے سفر حج میں لایا تھا اس سے آپنے یہ ظاہر کیا کہ ہم دو حج کر چکے ہیں یہ تو اخلاص کے منافی ہے اس سے دونوں حج کا ثواب ضائع ہو گیا اب تیسرا حج کیجئے۔ اس بات کو تو دوسرے طریقہ سے بھی کہا جا سکتا تھا کہ دیکھو جو صراحی دائیں طرف رکھی ہے یا بائیں طرف رکھی ہے اس سے پانی لانا اس

طرح کہنے سے مقصد بھی حاصل ہو جاتا کہ صراحی کا ٹھنڈا پانی بھی آجاتا اور حج کا اخفاء بھی رہتا۔ ایسے ہی بعض مرتبہ لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ کتنے حج ہو گئے؟ ارے بھائی اس سوال سے کیا غرض ہے کیا فائدہ ہے اصل جو چیز ہے وہ یہ کہ انسان جو کام کرتا ہے اس کا خالی کر لینا یہ کافی نہیں بلکہ وہاں مقبول بھی تو ہونا چاہئے اور اس کا پتہ کسی کو نہیں ہے ایسی صورت میں اس کے پوچھنے سے کیا حاصل اور اسکے ذکر سے کیا فائدہ اسلئے اخفا چاہئے۔

تہجد کا اہتمام اور اسکی برکات

دوسری چیز یہ کہ یہاں کی حاضری کی برکات سے جن اعمال کی توفیق ہوتی رہی ان کا اہتمام رکھا جائے یہاں تہجد کی پابندی کرتے رہے اسکا اہتمام بدستور رکھا جائے تہجد میں بالذات یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو نیک و صالح اور ولی بنا دیتی ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا

علیکم بقیام اللیل — رات کے قیام کو اپنے اوپر لازم کر لو

کیوں؟ فانہ داب الصالحین قبلکم — تم سے پہلے جو صالحین تھے تہجد پڑھنا انکا طریقہ تھا۔

ان کی عادت تھی اس لئے صالح بننا چاہتے ہو۔ ولی اللہ بننا چاہتے ہو تو تہجد کا اہتمام کرو۔ اب یہ کہ اسکے فائدے کیا ہیں۔ اسکو بھی بتلایا گیا۔ پہلا فائدہ

ھو قربۃ لکم الی ربکم — یہ تم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گی

اللہ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں قرب کے درجات ہیں۔ فرائض

و واجبات اور سنن موکدہ کے ساتھ جو شخص سنن و مستحبات کا جتنا زیادہ اہتمام کرے گا۔ اتنا ہی قرب بڑھتا جائے گا۔ تہجد کا دوسرا فائدہ

ومکفرۃ للسیأت — خطایا کو معاف کرا دیتی ہے

گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ ہے اسکا تیسرا فائدہ

ومنھاۃ عن الاثم — گناہوں سے روکنے والی ہے۔

گناہوں سے رکنے کی طاقت اس سے پیدا ہو جاتی ہے۔ نئے گناہ نہیں ہو پائینگے

مسلسل علاج سے فائدہ ہوتا ہے

بعض مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک شخص کسی مرض میں مبتلا ہے۔ اب اس نے دوا استعمال کی تو ایک دو دفعہ استعمال کرنے سے فائدہ ظاہر نہیں ہوتا ہاں اسکو مسلسل استعمال کرے پھر اس کا نفع ظاہر ہوگا۔ افاقہ شروع ہو جائے گا مرض جب پرانا ہو جاتا ہے تو پھر اس میں دیر لگ جاتی ہے، لیکن برابر دوا کھاتا رہے تو پھر صحت شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاحب تھے وہ چوری بھی کرتے تھے اور تہجد بھی پڑھتے تھے تو آپ سے عرض کیا گیا

ان فلانا یصلے باللیل فاذا اصبح سرق — فلاں شخص رات میں تہجد پڑھتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔

مقصد یہ تھا کہ تہجد تو گناہوں سے روکتی ہے پھر یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے۔

بات وہی ہے کہ مرض جب پرانا ہو جاتا ہے تو پھر مسلسل علاج اور دوا کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اسکا فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا

انہ ستنہاہ ما تقول[1] — عنقریب یہ نماز اسکو اس عمل سے روک دے گی جو تم بتلا رہے ہو

ارے بھائی ٹی بی کا مریض ہے۔ اب اس نے خمیرے کھانا شروع کئے ہیں تو ہلکے ہلکے فائدہ ہوگا۔ ایک دن میں تھوڑا ہی فائدہ ہوگا۔ یہی معاملہ یہاں بھی ہے چنانچہ حضرت ملا علی قاری اس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

فمثل ھذہ الصلوٰۃ لامحالۃ تنہاہ فیتوب عن السرقۃ قریباً......	پس اس جیسی نماز یقیناً اس کو روک دے گی جس سے وہ عنقریب چوری سے توبہ کرلے گا، اسلئے ضروری ہے اس نماز
اذلابد من مزاولۃ الصلوٰۃ زمنا حتی یجد منہا حالۃ فی قلبہ تمنعہ من الاثم[2]	کا ایک مدت تک اہتمام و پابندی کرنا یہاں تک کہ اسکی وجہ سے قلب میں ایک ایسی خاص کیفیت پیدا ہو جائے جو اس کو گناہ سے روک دے۔

نفس و شیطان کی مدافعت کی تدبیر

بعض دواؤں کی خاصیت ہوتی ہے کہ وہ بیماری کیلئے دافع بھی ہوتی ہیں مانع بھی ہوتی ہیں یہی معاملہ تہجد کا بھی ہے کہ اس سے خطایا مٹتی ہیں اور گناہوں سے رکنے کی بھی طاقت پیدا ہوتی ہے تو یہ دافع بھی ہے اور مانع بھی ہے جس کو حج کا شرف حاصل ہوا ہے اسکے لئے اسکا اہتمام اور زیادہ چاہئے۔ کیونکہ حج کرکے

---

[1] رواہ احمد مشکوٰۃ ۱/۱۱۰ [2] مرقات ۳/۱۵۲

آرہا ہے مستجاب الدعوات بن کے آرہا ہے۔ مغفور ہو کے آرہا ہے۔ تو اب نفس وشیطان دونوں مل کر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ بہکانے کی تدبیر کرینگے تو جو شرف حاصل ہوا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ اب اگر یہ تھوڑی سی محنت کرے۔ فکر کرے تو دونوں کا حملہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان کی مدافعت کے لئے ایسے ہتھیار کی بھی ضرورت ہے کہ بشری تقاضا سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو اسکے ذریعہ اسکی تلافی بھی ہو جائے۔ اور ان کے حملہ سے حفاظت بھی رہے کہ گناہ نہ ہو جائے۔ اسکی طاقت پیدا ہو جائے۔ اسکے لئے بہترین ہتھیار تہجد ہے

تہجد کے بارے میں یہ تو سبھی کو معلوم ہے کہ اخیر رات میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ تو اس کا وقت ہے لیکن اس میں ایک آسانی اور بھی ہے اس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں وہ یہ کہ عشاء کی نماز کے بعد سنت موکدہ پڑھ لیں پھر چار چھ رکعت جتنی ہمت وتوفیق ہو وتر سے پہلے قیام اللیل کی نیت سے نفل پڑھ لیں فتوی کی مشہور کتاب شامی کی روایت ہے

وما کانت بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل [۱] — جو نفل نماز بعد عشاء ہو پس وہ قیام لیل کے حکم میں ہے۔

اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں

ھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل با لتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم [۲] — اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ قیام لیل کی سنت، بعد نماز عشاء سونے سے قبل پڑھنے سے بھی حاصل ہو گی۔

---

[۱] شامی ۱/۵۰۶ [۲] شامی ۱/۵۰۶

کتنی سہولت ہو گئی۔ اب اگر تہجد میں آنکھ کھل گئی فبہا تو تہجد پڑھ لے اگر نہیں کھلتی تو بھی تہجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔ اس لحاظ سے تو سب کیلئے آسانی ہو گئی۔ اسی طرح سلسلہ رکھے پھر اس کی برکت سے اس وقت بھی اٹھنا آسان ہو جائے گا شریعت نے انسان کی سہولت کا کتنا خیال رکھا ہے۔ ہر ایک اس کی فکر رکھے اہتمام رکھے۔

عاشقانہ ذکر کیلئے ویسی صورت بھی چاہئے

یہاں ذکر کی بھی توفیق ہوتی رہی۔ ایک تو ذکر یہاں کے لئے خاص تھا

لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک

حاضر ہوں میں اے اللہ بار بار حاضر ہوں آپکا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں اور تمام تعریفیں اور ساری نعمتیں آپ ہی کیلئے ہیں، اور بادشاہت بھی آپ ہی کی ہے، آپکا کوئی شریک نہیں ہے۔

جس کو تلبیہ کہتے ہیں۔ اس کو میں عاشقانہ ذکر کہا کرتا ہوں۔ ہر ایک کا یہ منصب نہیں کہ وہ اپنے منہ سے اس کو کہے۔ یہ عاشقانہ ذکر ہے اسکے لئے اسی جیسی صورت بنانے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ کہ اسکے ساتھ میں دربار کی حاضری بھی ضروری ہے۔ چنانچہ حکم ہے کہ اس کے لئے ایسے درباری و سرکاری کپڑے ہوں ایسی عاشقانہ صورت ہو۔ جب تلبیہ پڑھو۔ یہ ذکر تو اب ختم ہو گیا۔

ذکر اللہ کی کثرت چاہئے

اس کے علاوہ اللہ کا ذکر اس کی کثرت رکھو۔ فرمایا گیا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَّسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ۝ [۱]

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔ اس کی کثرت کرے۔ اب کتنی کثرت کرے حدیث میں فرمایا گیا

اکثروا ذکر اللّٰہ حتی یقولوا مجنون [۲] (رواہ ابن حبان)

اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

ذکر کی کثرت کو دیکھ کر لوگ تمہیں مجنوں و پاگل کہنے لگ جائیں۔ میں اس کی ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ الکشن اور انتخابات جب ہوتے ہیں تو صبح سے شام تک اعلان ہوتا ہے کہ فلاں کو ووٹ دو۔ فلاں کو ووٹ دو اعلان کرنے والا ہر وقت اسی کی رٹ لگائے رہتا ہے۔ یہاں دکاندار بھی صبح سے شام تک رٹ لگاتا ہے کہ ہر مال پانچ ریال میں۔ اور یہ اعلان بار بار اس لئے ہے کہ وہ بات ذہن پر مسلط ہو جائے۔ اچھی طرح بیٹھ جائے ایسے ہی یہاں پر بھی ہے کہ اتنی کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ غفلت ختم ہو جائے توجہ الی اللہ ہو جائے۔ ہم کو الکشن والوں سے سبق لینا چاہئے کہ کوئی کچھ کہے انکو اسکی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اسکو تو اپنے کام سے کام ہوتا ہے وہ اپنا کام یعنی اعلان کرتے رہتے ہیں۔ ۝

دم رکا سمجھو اگر دم بھر بھی یہ ساغر رکا　　میرا دور زندگی ہے یہ دور جام ہے

---

[۱] سورۂ احزاب رکوع ۶، [۲] حیوۃ المسلمین ۲۰۴۔

پھر آدمی کو جس کی فکر و لگن ہو جاتی ہے تو اس کا حال عجیب ہو جاتا ہے۔ ہر وقت اسی میں لگا رہتا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ ماحول کیا ہے ان سب چیزوں کی اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ اس کو تو اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک لطیفہ سنا دوں کہ ایک دن مغرب کے بعد ایک صاحب جدید تعلیم یافتہ ملنے کے لئے آئے پہلے سے جان پہچان نہیں تھی سلام کیا۔ مصافحہ کیا۔ ابھی کوئی گفتگو نہیں کی جیب سے سگریٹ نکالی۔ پینا شروع کر دیا۔ مجھے سگریٹ کی بو سے بڑی تکلیف ہوتی ہے تو میں وہاں سے ہٹ گیا۔ اپنی چارپائی میدان میں ڈلوا دی۔ اور نائب ناظم صاحب سے کہدیا کہ ان صاحب سے کہہ دیں کہ جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائیں تو اطلاع کریں۔ ان کے عمل کو دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ یہ سگریٹ کا عاشق معلوم ہوتا ہے اور عاشق کو تو اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ ماحول کیسا ہے۔ لوگ کیسے ہیں اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ اپنے کام میں مصروف رہتا ہے۔ یہی شان ہمارے ذکر میں بھی ہونا چاہئے۔ اسی سے مجذوب کے اس شعر کا مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ ؎

آشنا بیٹھا ہو یا نا آشنا ہم کو مطلب اپنے سوز و ساز سے

دم رکا سمجھو اگر دم بھر بھی یہ ساغر رکا

جب سگریٹ والے کو بغیر سگریٹ کے چین نہیں آتا۔ ایک ختم ہو تو دوسری شروع کر دی۔ اسی طرح مومن کی شان ہونا چاہئے۔ بغیر اللہ کے ذکر کے چین نہ آئے۔

ذاکر و غیر ذاکر میں فرق

کثرت ذکر سے نور پیدا ہوگا۔ نور سے سرور ہوگا۔ سرور سے قوت و طاقت پیدا ہوگی جس سے طاعات کا ذوق وشوق ہو جائے گا اسکی پابندی ہونے لگے گی۔ گناہوں سے نفرت ہو جائے گی جس طرح مردار کی بو سے نفرت ہوتی ہے۔ ایسے ہی اللہ کے ذکر کی برکت سے بری باتوں سے یہ بات ہو جائے گی۔ زبان گناہوں سے بچے گی۔ آنکھ گناہوں سے بچے گی۔ گناہوں کی بو کا احساس ہوگا۔ دو شخص ہیں ایک مردہ ہے۔ ایک زندہ ہے، ظاہر ہے کہ دونوں کی حالتوں میں فرق ہوگا۔ جو شخص مردہ ہے اس کو کسی چیز کا احساس نہیں۔ نفع و نقصان کی تمیز نہیں لیکن جو شخص زندہ ہے اسکو ہر چیز کا احساس ہوتا ہے اچھے اور برے کے فرق کو محسوس کرتا ہے۔ تو ذکر کرنے سے انسان میں خاص قسم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اور جو ذکر نہیں کرتا اسمیں یہ باتیں نہیں ہوتیں اسی لئے حدیث میں ذکر کرنے والے کی مثال زندہ شخص سے دی گئی ہے فرمایا گیا۔

مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر ربہ مثل الحی والمیت [1]

جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنیوالا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنیوالا مردہ ہے

---

[1] بخاری شریف

اکیلے بیٹھے ہوتے یاد انکی دلنشیں ہوتی

ذکر کوئی سا بھی کرے۔ ہر ایک کا نفع اور فائدہ ہوگا۔ مٹھائی جو بھی اپنے ذوق کی استعمال کرے چاہے ایک قسم کی کھاؤ۔ چاہے کئی قسم کی ملاکر کھاؤ۔ الگ الگ کھاؤ اسکا فائدہ ہوگا اسی طرح یہاں بھی معاملہ ہے کوئی سا بھی ذکر کرو۔ خواہ اللہ اللہ کرو۔ یا کلمہ طیبہ پڑھو۔ یا سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر پڑھو خواہ ملاکر پڑھو یا الگ پڑھو اس کا نفع ہوگا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے فوراً بعد اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد مستحب یہ ہے کہ استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ اس کو تین بار پڑھے اور آیت الکرسی۔ سورۂ اخلاص و سورۂ فلق و سورۂ ناس کو ایک ایک بار پڑھے تسبیح فاطمہ یعنی تینتیس بار سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور دن بھر میں ایک تسبیح کلمۂ طیبہ ایک استغفار۔ ایک تسبیح درود شریف کی اس نیت سے پڑھے کہ غیر اللہ کی محبت دل سے گھٹے اور اللہ کی محبت بڑھے اور متفرق اوقات میں سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر چاہے ملاکر پڑھے یا الگ الگ۔ بہتر یہ ہے کہ اوپر چڑھے تو اللہ اکبر کہے نیچے اترے تو سبحان کہے برابر زمین پر چلے تو لا الٰہ الا اللہ کہے۔

شروع میں بعض اوقات جی نہیں لگتا۔ اچھا نہیں لگتا۔ مگر ہلکے ہلکے ذکر کا اثر شروع ہو جاتا ہے پھر کیا خیال ہوتا ہے اس کو مجذوب صاحب

نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے ؎

مجھے دوست چھوڑ دیں مہربان نہ پوچھے
مجھے میرا رب کافی مجھے کل جہاں نہ پوچھے

شب و روز میں ہوں مجذوب اور یاد اپنے رب کی
مجھے کوئی ہاں نہ پوچھے مجھے کوئی ہاں نہ پوچھے

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے ہوتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

لیکن یہ بات ہمارے اندر کیسے پیدا ہوگی۔ فرماتے ہیں۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام ہوگی
فکر و اہتمام سے ہوگی ذکر کے التزام سے ہوگی

اللہ کا ذکر کرو۔ کثرت سے کرو۔ اس سے محبت بڑھے گی۔ محبت بڑھ جائے بس یہی مطلوب ہے اسلئے اسکا اہتمام کرے اسکے اور بھی فوائد ہیں وہ انشاء اللہ حاصل ہونگے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ حج کے جو اثرات ہیں وہ بھی باقی رہیں گے۔

کمیوں کا احساس یہ بھی قابل شکر ہے

یہاں کی حاضری کی برکت سے اپنی کمیوں کا احساس ہوا ہے اصلاح کی فکر ہوئی یہ بھی قابل شکر بات ہے۔ ٹی بی کا مریض ہوتا ہے وہ دوا و پرہیز کے ساتھ ساتھ اگر پہاڑ پر چلا جائے تو وہاں کی آب و ہوا سے جلدی فائدہ ہوتا

ہے ۔ پہلے اس کا مرض چلا جائے گا پھر اس کو صحت ہو گی ایسے ہی برسوں
سے جو غلط عادات پڑی ہوئی تھیں یہاں کی برکت سے ان کی اصلاح کی فکر
اور سنت پر عمل کا ارادہ ہو جاتا ہے یہ صلاحیت کی بات ہے یہ جذبہ قابل قدر
ہے اس جماعت میں بعض نوجوان ہیں جو امریکہ سے آتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ امریکہ
کے ماحول میں رہنے والا آدمی پھر یہ کہ وہاں بڑے اچھے محکمہ میں کام بھی کر رہا ہو تو
ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے آدمی کس رنگ کا ہو گا لیکن یہاں آئے
تھوڑے دن رہے ماشاءاللہ یہاں کے برکات واثرات شروع ہو گئے برسوں
سے جو غلطی کر رہے تھے اس کا احساس ہوا ان کی اصلاح کا ارادہ کر لیا یہ ان
کی صلاحیت وسلامتی کی نشانی ہے کہ برسوں سے جو پرورده بال تھے اسکی بھی
قربانی کردی ۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ وضع قطع میں جو کمی تھی آتے ہی ارادہ کر لیا کہ اب
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کریں گے ۔ جیسا آپ کا چہرہ تھا ویسا
ہی اپنا چہرہ بنائیں گے اور ماشاءاللہ اس پر عمل بھی کر رہے ہیں

سگریٹ کی مضرت اور اسکے چھوڑنے کا طریقہ

سگریٹ کی پرانی جو عادت تھی اس کو بھی چھوڑ دیا ہے اسی سلسلہ میں
ہم اپنے یہاں طلبہ کرام سے کہا کرتے ہیں کہ سگریٹ کہتی ہے کہ بھائی مجھ سے بھی
ایک سبق لے لو ۔ وہ یہ کہ جو میرے ساتھ ربط وضبط رکھتا ہے ۔ خاص تعلق رکھتا
ہے میں اس کے منہ کو بودان بنا دیتی ہوں ۔ جب بڑی سگریٹ سے ربط رکھنے
میں منہ بودان بنجاتا ہے کہ جب وہ بات کرے تو دوسرے کو بھی اسکی بو نے نکلیف

ہوتی ہے تو پھر جو اللہ والوں سے ربط وضبط رکھے گا تو وہ گل دان ہو جائے گا
کہ اس کی خوشبو سے دوسروں کو بھی نفع ہو گا۔ ہمارے یہاں ایک صاحب
بابو میاں مرحوم تھے ماشاء اللہ۔ ان کو کوئی دیکھے تو مولانا صاحب سمجھے گا
وہ سگریٹ کے عادی تھے انھوں نے خود بتلایا کہ تیس برس سے اس کی عادت
تھی روزانہ تیس سگریٹ پیتے تھے ایک دن میں نے اسی بات کو بیان کیا وہ
بھی اس مجلس میں تھے اسکے بعد ہی انھوں نے ہمت کر کے بالکل ہی چھوڑ دیا
انسان جب ہمت کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت ہوتی ہے ہمت و ارادہ
بڑی چیز ہے لندن میں ایک نوجوان تھے وہ بھی اس کے عادی تھے ایک مرتبہ
ان کے دل میں آیا کہ اسی منھ سے سگریٹ پی کر اس کو گندہ کریں اور اسی سے تلاوت
کلام پاک کریں۔ بس اس کے بعد سے سگریٹ چھوڑ دی۔ انسان ہمت کرے
پھر تو معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔

بیڑی سگریٹ کی عادت یہ اچھی نہیں ہے اس میں جسمانی بھی نقصان
ہے، اس سے بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور مالی بھی نقصان کہ حساب لگایا جائے
کہ یومیہ اس پر کتنا خرچ ہوتا ہے اس لحاظ سے ہفتہ میں پھر سال میں کتنا خرچ
ہوتا ہے۔ اور نفع کچھ بھی نہیں۔ اتنی رقم سے کوئی طاقتور چیز کھا لی جائے یا جمع
کرتا رہے حج کرے یا کسی اور نیک کام میں لگا دے تو کتنا نفع ہو گا اس لئے
ہمت کر کے چھوڑ دے جیسے ماشاء اللہ انھوں نے ہمت کی اللہ کی توفیق ہوئی
اس کو چھوڑ دیا۔

بے پردگی کا نقصان

اسی کے ساتھ ساتھ یہاں کے ماحول اور یہاں کی حاضری کی برکت سے انھوں نے اس کا بھی ارادہ کیا ہے کہ شرعی پردہ کا اہتمام کروں گا اور اپنے یہاں جاکر گھر میں جو دوست واحباب اور اعزا آتے ہیں ان سے اپنے گھر والی کو بھی پردہ کراؤں گا حج کی برکت سے انسان میں تبدیلی شروع ہوجاتی ہے۔ حج سے جو شرف ملا ہے اگر گناہ سے بچا جائے۔ فرائض وواجبات پر عمل کیا جائے تو وہ شرف باقی رہتا ہے۔ گناہ کرنے سے ولی تلی بنجاتا ہے گناہوں میں سے ایک گناہ بے پردگی بھی ہے۔ یہ بھی ایسا گناہ ہے کہ مرد و عورت کو حج سے جو شرف ملا ہے وہ گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی بچنے کی ضرورت ہے بے پردگی سے جو نقصانات اور ضرر ہوتے ہیں وہ ظاہر ہیں

پردہ کے اہتمام کیلئے حکیمانہ تدبیر

شرعی پردہ کا ہر ایک کو اہتمام کرنا چاہئے۔ شریعت نے اس کا حکم دیا ہے یہ بڑی نافع اور مفید چیز ہے اس سلسلہ میں لوگوں کا معاملہ بھی عجیب ہے کوئی اگر اس کا اہتمام کرتا ہے تو خوشی ہونا چاہئے کہ ایک شخص شریعت پر عمل کررہا ہے بجائے اسکے اس سے اور ناراض ہوتے ہیں کہ اس پر کیوں عمل کررہا ہے۔ کیا حال ہوگیا ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک دوست ہیں۔ یہاں بہت سے حضرات ان کو جانتے بھی ہیں۔ انھوں نے بھی جب اپنے یہاں گھر میں پردہ

شرعی شروع کرایا تو اسی طرح کی صورت حال پیش آئی کہ ایک مرتبہ میں بھی ان
کے یہاں گیا تو کہنے لگے کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ آگئے۔ رات کو میرے خالہ زاد
بھائی آئے ہیں اور گھر میں جو پردہ شرعی کا سلسلہ شروع کیا ہے اس سے وہ خفا
ہیں۔ آپ ان کو ذرا سمجھا دیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی حاجی صاحب سے
جان پہچان اور تعلقات کتنے دنوں سے ہے کہنے لگے چالیس سال سے ہے۔
پھر پوچھا کہ بھاوج یعنی حاجی صاحب کی اہلیہ سے جان پہچان کب سے ہے
کہنے لگے پندرہ سال سے ہے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ مان لیجئے کہ آپ ایسے
موقعہ پر یہاں آئیں کہ انکی اہلیہ کسی عزیز کے یہاں گئی ہوں یا اپنے میکے چلی گئی ہوں
تو کیا ان سے ملاقات نہ ہونے پر آپ کو کوئی شکایت ہوگی۔ کہنے لگے بالکل نہیں
اصل تو بھائی صاحب سے ملاقات ہے وہ تو ہو گئی، اسی طرح یہاں بھی بھابی
سے ملاقات نہ ہونے پر آپ کو شکایت نہ کرنی چاہیئے اگر آپ کو شکایت ہے
تو اس کے اثرات کیا ہوں گے۔ لوگ آپ کے بارے میں کیا رائے قائم کرینگے
کہ بھائی سے ملنا اور ملاقات کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ بھائی کی بیوی سے ملنا
مقصود تھا اسلئے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے ناراضگی اور شکایت ہے اگر
بھائی سے ملنا مقصود ہوتا تو وہ تو حاصل ہو گیا۔ ہم بھی تو آئے ہیں ہر قسم کی
راحت و آرام کا انتظام اور سہولتیں ہیں کوئی شکایت نہیں

سارا جہاں خلاف ہو پروانہ چاہیئے

بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنی بیویوں کو پردہ کرائیں اس پر ہمارے دوست

واحباب اعزاو اقارب کو شکایت ہو تو معلوم ہوا کہ ان کو ہم سے زیادہ ان سے تعلق ہے وہ ہم سے ملنے نہیں آئے۔ ہماری بیوی سے ملنے آئے ہیں۔ ہم کو دیکھنے نہیں آئے ہماری بیوی کو دیکھنے آئے ہیں۔ یہ بات کتنی خطرناک ہے اس نوع کا واقعہ بھی پیش آچکا ہے کہ یہاں کے بعض حضرات نے اپنے گھروں پر پردہ کرایا تو ان کے رشتہ کے بھائیوں نے کہا کہ آپ جب ہمارے یہاں آئیں تو اپنی بیوی کو بھی ساتھ میں لائیں ساتھ میں کھانا کھلائیں۔ ورنہ ہمارے یہاں آنے جانے کی ضرورت نہیں۔ شرعی پردہ کرانے کی وجہ سے اتنے ناراض ہو گئے کہ رشتہ داری بھی منقطع کرنے پر تیار ہو گئے اس طرح کے معاملات کرنے لگے ہیں لیکن انسان کو چاہئے کہ ہر حال میں شریعت پر عمل کرے۔ چنانچہ انھوں نے کہا کہ بھائی پردہ شریعت کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اس پر تو عمل کرنا ہی ہے۔ آنا جانا بند ہو جائے کوئی بات نہیں ہے مگر شریعت کے خلاف ورزی نہیں کرینگے بات یہ ہے کہ انسان ہمت وارادہ کرے پھر نصرت ہوتی ہے راستے کھل جاتے ہیں اسلئے شرعی پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

یہاں ہر شخص کا امتحان ہوتا ہے

یہاں کی حاضری کے سلسلے میں ایک بات کی طرف توجہ دلانی ہے۔ یوں تو یہاں کی جو عظمت و بڑائی ہے وہ ظاہر بھی ہے مشہور بھی ہے۔ اور سب کو معلوم بھی ہے۔ لیکن جس طرح دنیوی علوم وفنون میں سے جس کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسکے لئے طریقہ یہ ہے ہے کہ اس کا جو نصاب ہوتا ہے ابتدائی طور

پر اپنے یہاں اسکو پڑھتا ہے جب وہاں کا نصاب پورا کر لیتا ہے تو پھر تکمیل کیلئے اپنی حیثیت کے مطابق باہر کسی مشہور جگہ جاتا ہے وہاں سے تکمیل کی سند حاصل کرتا ہے۔ ڈگری لاتا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹری ہے یا انجینیری ہے یا کوئی اور چیز اسکے لئے پہلے تو اپنے یہاں رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں پھر تکمیل کیلئے جامعہ ازہر مصر۔ اسی طرح امریکہ جرمن وغیرہ جاکر تکمیل کرتے ہیں۔ جب وہاں کی ڈاکٹری حاصل کر لیتے ہیں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کو بہت بڑا فضل حاصل ہو گیا۔ پھر انہی لوگوں میں سے اپنے اپنے علاقوں میں کوئی بادشاہ بنتا ہے کوئی وزیر اعظم بنتا ہے کوئی صدر بنتا ہے۔ کوئی سول سرجن بنتا ہے کوئی ڈپٹی کلکٹر بنتا ہے کوئی جج بنتا ہے اسی طرح اور بھی عہدے ہیں جو ان کو حاصل ہوتے ہیں۔ دنیوی اعتبار سے یہ عہدے ہیں انکے لئے کورس ہے پھر اسکی تکمیل کا امتحان دے کر سند لینے کے لئے باہر جاتے ہیں اسی طرح دینی اعتبار سے بھی عہدے ہیں کہ اپنے اپنے علاقہ میں کوئی شیخ الحدیث ہے کوئی شیخ التفسیر ہے کوئی شیخ الفقہ ہے کوئی شیخ المشائخ ہے ان کی بھی تکمیل کا معاملہ ہے پھر اس کی تکمیل کے امتحان کا مرحلہ بھی ہے فرمایا گیا کہ اپنے اپنے علاقوں میں تم کو یہ درجات حاصل ہو گئے ٹھیک ہے لیکن اب ہمارے یہاں آؤ۔ امتحان دو سب کی حقیقت معلوم ہو گی

چنانچہ یہاں آکر سارے مشائخ۔ سارے علماء۔ سارے وزراء کا امتحان ہوتا ہے۔ عبادات میں بھی امتحان ہوتا ہے۔ اخلاق میں بھی امتحان ہوتا ہے اور چیزوں میں بھی امتحان ہوتا ہے۔

پہلے نماز میں امتحان ہوتا ہے

سب سے پہلے نماز میں امتحان ہوتا ہے کہ اپنے اپنے یہاں کوئی امام ہے۔ کوئی صف اول میں نماز پڑھنے والا ہے ظاہر ہے کہ امامت کرنا کتنا بڑا شرف ہے۔ صف اولی میں نماز پڑھنا کتنی بڑی بات ہے اس سے عجب پیدا ہو سکتا تھا کہ ہم سب سے بڑے ہیں یہاں آکر معلوم ہوتا ہے کہ ہم کتنے پیچھے ہیں کہ اپنے یہاں تو صف اول میں نماز پڑھتے تھے اور یہاں پچاس صف پیچھے پڑھ رہے ہیں کیا حال ہو رہا ہے۔

موازنہ سے اپنی حقیقت معلوم ہوتی ہے

دوسروں کو دیکھ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کتنے درجہ نیچے گرے ہوئے ہیں۔ مولانا آفتاب عالم صاحب نے بتایا تھا کہ ایک مرتبہ ہم نوجوان حرم شریف میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے اپنے اپنے طواف کا ذکر کر رہے تھے کہ کس نے کتنا کیا کس نے کتنا کیا۔ کسی نے کہا کہ ہم نے سترہ کئے کسی نے کہا کہ ہم نے اٹھارہ کئے۔ کسی نے کہا ہم نے بائیس کئے کسی نے کہا کہ بھائی ماشاء اللہ تم نے کمال دیا۔ قریب ہی متوسط عمر کے ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی یہ گفتگو سن رہے تھے انھوں نے کہا کہ ماشاء اللہ خوب طواف کیا آج مجھے باون طواف کی توفیق ملی ہے ۔ الحمد للہ۔ یہ بات اسلئے کہی کہ جنھوں نے انیس طواف کئے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم سب سے بڑھ چڑھ گئے۔ تو طاقت و ہمت کی بات ہے ایک سے

ایک اللہ کے بندے موجود ہیں یہاں کے سلسلہ میں بعض اوقات آدمی کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اگر ہم اس وقت جائیں گے تو طواف کیلئے حرم شریف میں جگہ مل جائے گی۔ چلو آج استلام نہ سہی حجراسود کو تو دیکھ ہی لیں گے اب یہاں آئے تو معلوم ہوا کہ ہزاروں عشاق موجود ہیں یہاں آکر پتہ چلتا ہے کہ ہم کتنے پانی کے اندر ہیں۔

اہل دربار و سرکاری مہمان کی ذمہ داریاں

یہاں عبادات کے ساتھ اخلاق کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ قدم قدم پر امتحان ہوتا رہتا ہے۔ خلاف مزاج باتیں پیش آتی رہتی ہیں کہ بعض اوقات بڑے آدمی کو معمولی آدمی ڈانٹ دیتا ہے اسلئے عرض کیا کرتا ہوں کہ بھائی دیکھو حرمین شریفین کا کیا درجہ ہے۔ اسکا کیا مرتبہ ہے یہاں جو مقیمین حضرات ہیں چاہے وہ عارضی طور پر رہنے والے ہوں یا مستقل طور پر رہنے والے ہوں۔ ان کی حیثیت درباری کی سی ہے وہ اہل دربار ہیں اور جو باہر کے لوگ آئے ہوئے ہیں وہ سرکاری مہمان ہیں۔ اب بادشاہ کے گھر والوں کی طرف سے کوئی معاملہ پیش آئے اس کو برداشت کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنے کام سے کام۔ ہم یہاں اعتراض و تنقید کیلئے نہیں آئے ہیں وہ درباری لوگ ہیں توبہ کر کے ذرا سی دیر میں ان کا معاملہ صاف ہو جائے گا مقرب بن جائیں گے۔ ہم ان کا اکرام بھی کریں ان کا احترام بھی کریں، اسی طرح بادشاہ کا کوئی مہمان ہو اس سرکار کی طرف سے کوئی نامناسب معاملہ پیش آئے تو اس کو بھی سب مہمان برداشت کرتے ہیں

اس کا تحمل کرتے ہیں

ہم یہاں تکمیل اصلاح کیلئے آئے ہیں

پھر یہ کہ ہم لوگ یہاں کس لئے آئے ہیں اسکا بھی تو استحضار ہونا چاہئے تکمیل اصلاح کیلئے آئے ہیں۔ امتحان کے لئے آئے ہیں۔ حلوہ کھلا کر امتحان نہیں لیا جاتا۔ کچھ نہ کچھ مشقتیں پیش آئیں گی ہی کہ کوئی مزدلفہ دیر میں پہونچ رہا ہے۔ کوئی عرفات میں دیر سے پہونچ رہا ہے۔ کسی کی گاڑی کہیں پھنس گئی کسی کی کہیں پھنس گئی۔ ہر نوع کا مجاہدہ ہے۔ لیکن اس پر منفعت کتنی بڑی ہے کہ اس کے سامنے ان مشقتوں کی کیا حقیقت ہے۔ دنیوی نفع کیلئے ہمارا کیا حال ہے اسکو خواجہ صاحب نے اپنے الفاظ میں فرمایا ہے

نفع دنیا کا جو سن لے نام بھی ۔۔۔ سہل ہو مشکل سے مشکل کام بھی
اس پر راحت بھی فدا آرام بھی ۔۔۔ روز و شب دھن اس کی صبح و شام بھی
اے کہ دنیا میں تو اتنا چست ہے ۔۔۔ دین میں آخر کیوں اتنا سست ہے

دنیوی منافع کے لئے لوگ کیسی کیسی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ دینی نفع کیلئے تو اور بھی تحمل ہونا چاہئے ضبط سے کام لینا چاہئے۔

ہم تو یہاں ہر ایک کو اپنا مصلح سمجھتے ہیں

پھر یہ کہ تکمیل اصلاح کیلئے یہاں ہماری حاضری ہوئی ہے اس چیز کو

مستحضر رکھا جائے تو معاملہ آسان ہو جائے گا لوگ پوچھتے ہیں کہ اس سال بیت اللہ کے لئے سفر ہوگا تو عرض کر دیا کرتا ہوں کہ ہاں بھائی اللہ تعالیٰ نے تلافی مافات کیلئے، تکمیل اصلاح کے لئے ہمیں موقعہ اور دے دیا ہے۔ ہم تو یہاں ہر ایک کو اپنا مصلح سمجھتے ہیں۔ اسلئے الحمدللہ قلب میں کوئی تکلیف و پریشانی نہیں ہوتی۔

اگر یہاں پہونچنے میں دیر لگ گئی۔ دو گھنٹہ لگ گئے۔ تین گھنٹہ لگ گئے تو یہ شکر کرے کہ چھ گھنٹہ نہیں لگے ہم لوگ عرفات کے بالکل آخر میں تھے اسلئے آنے میں دیر لگی جب ابھی گیارہ بجے مزدلفہ پہونچے تو بھیڑ تھی اور آخر میں تھے۔ عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ لیکن ایسی عمدہ اور اچھی جگہ ملی کہ پانی کا نل قریب تھا اور سب سے بڑی جو چیز تھی وہ یہ کہ پانچ بیت الخلاء بنے ہوئے تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ یہ ساری سہولتیں ہو گئیں۔ جب ہم سب لوگ کھانا وانا کھا کر لیٹ گئے تو دیکھا کہ اب بھی بسیں آرہی ہیں۔ بعضوں نے بتلایا کہ ہم دو بجے پہونچے۔ بعضوں نے بتلایا کہ ہم ڈھائی بجے پہونچے

پریشانی کے لئے بزرگوں کا حکیمانہ ارشاد

اس لئے یہاں بزرگوں کی ارشاد فرمائی ہوئی ایک بات سب کے کام کی اور عرض کر دوں کہ بزرگوں کی ہدایت بڑی نافع ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بھی علاج کرتے ہیں۔ بزرگان دین بھی علاج کرتے ہیں۔ ان سے علاج کرانے میں رقم بھی خرچ ہوتی ہے۔ ان حضرات کے یہاں بغیر پیسے کے دوا علاج ہوتا ہے۔

حکیم و ڈاکٹر کڑوی دوا کیپسول و مٹھائی میں رکھ کر دیتے ہیں۔ اور اللہ والے اسی کڑوے گھونٹ کو میٹھا بنا دیتے ہیں۔ ایسی تدبیر بتلاتے ہیں جس سے آسانی اور سہولت ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ جب کوئی تکلیف یا پریشانی آئے تو سوچو کہ سستے چھوٹ گئے۔ اس سے بڑی پریشانی نہیں آئی۔ مثلاً ایک شخص ہے سر میں درد ہے بخار ہے پیچش کی تکلیف ہے تو سوچے کہ شکر ہے کہ پیشاب بند نہیں ہوا آنکھوں میں نور موجود ہے۔ زبان گونگی نہیں ہوئی۔ دماغ درست ہے ورنہ کتے سے بھی بدتر ہو جاتے۔ اس طرح سوچنے سے وہ بیماری اور تکلیف ہلکی معلوم ہو گی۔ اسی طرح یہاں آنے میں دیر لگی تو اس پر سوچے کہ شکر ہے کہ چھ گھنٹے لگے دس گھنٹے نہیں لگے۔ اس لحاظ سے جلدی ہو گئی۔ پھر یہ کہ اس میں نہ قضائے حاجت کا تقاضا نہ پیاس کا تقاضا یہ کیا نعمت نہیں ہے۔ کتنی بڑی نعمت ہے۔ گرمی کی وجہ سے لوگ عرفات میں کتنا گھبرائے ہوئے تھے ڈرے ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔ ایسا اچھا موسم رہا کہ کوئی زیادہ پریشانی نہیں ہوئی۔

منافع کے مقابلہ میں یہ مشقتیں ہیچ ہیں

پھر یہ کہ حج کی مشقتوں کے مقابلہ میں جو منافع ہیں ان کے لحاظ سے ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور یہ مجاہدے کوئی چیز بھی نہیں۔ اب کتنی سہولتیں اور آسانیاں ہو گئیں ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ مزدلفہ میں اپنی اپنی لالٹینوں کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ پانی کی اتنی فراوانی نہیں تھی اس وقت کے لحاظ سے پانی گراں خریدنا بھی دشوار ہوتا تھا منیٰ میں آتے تھے تو پانی کیلئے لائن لگانا

پڑتی تھی۔ ایک مرتبہ میری بہن حج میں آئی تھیں۔ چونکہ عموماً عورتوں کا لحاظ کیا ہی جاتا ہے۔ وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی تو میں نے ان کو لوٹا دے دیا تاکہ بغیر لائن کے پانی مل جائے تو لائن میں جو بعض حاجی صاحبان تھے انھوں نے بڑی زور سے ڈانٹا۔ یہ چیزیں تھیں کہ ایک عورت کو بھی ایک لوٹا پانی نہیں لینے دیتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کی جہالت کی بات تھی مستورات کا معاملہ الگ ہوتا ہے۔ لیکن سب برداشت کیا۔ کہاں تو یہ مشکلات و پریشانی تھی اور اب کتنی فراوانی ہے اس وقت نہانا بڑا مشکل ہو جاتا تھا۔ نہانے کے لئے بڑا انتظام کرنا پڑتا تھا اور اب کتنی سہولتیں ہیں۔ ہمارے اندر جیسے جیسے ضعف پیدا ہوتا جا رہا ہے اسی کے لحاظ سے منجانب اللہ تسہیلات و آسانیاں ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام و کرم ہے ہمارے ضعف کی رعایت کی جا رہی ہے۔ جب دیکھتے ہیں کہ کمزور لوگ ہیں تو پھر امتحان بھی ویسا ہی ہلکا ہوتا ہے جو لوگ مضبوط بن کر آتے ہیں ان کا امتحان بھی قوی ہوتا ہے۔ جو کمزور بن کر آئے ہیں ان کا امتحان بھی اسی لحاظ سے ہوتا ہے کہ چلو آ گئے۔ سرسری پوچھ گچھ کر لی۔ بس امتحان میں پاس ہو گئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ ہمارے ضعف کے مطابق معاملہ فرما رہے ہیں۔

بے اصولی کا نتیجہ

یہ بات بھی سب کے علم میں رہنی چاہئے کہ حجاج کرام کو جو تکلیفیں پیش آتی ہیں بعض اوقات وہ خود ان کی بے اصولی کی وجہ سے ہوتی ہیں اس سے احتیاط کی ضرورت ہے کام اصول و قاعدہ کے مطابق کیا جائے اس میں سہولت و آسانی

ہوتی ہے ۔ بے اصولی تو خود کرتے ہیں ۔ طواف میں ۔ حجر اسود کا بوسہ لینے میں اسی طرح رمی وغیرہ میں جس کی وجہ سے بعض مرتبہ دب گئے ۔ یا کچھ اور ہو گیا تو پھر اپنے یہاں جا کر اس کا تذکرہ کرتے ہیں یہ بھی تو کمی کی بات ہے ۔

رمی کیلئے مناسب اوقات کا مشورہ

یہ جو معاملات پیش آتے ہیں اس کی وجہ کچھ تو ناواقفیت و ناتجربہ کاری ہوتی ہے ۔ ہم لوگوں میں ایک بڑی کمی یہ ہے کہ اس سلسلہ میں بزرگوں سے نہ تو مشورہ لیتے ہیں ۔ نہ ہی کتابوں میں جو ان کے تجربات لکھے ہوئے ہیں چھپے ہوئے ہیں اس سے استفادہ کرتے ہیں خود سے کام کرتے ہیں پھر پریشانی تو ہوگی ہی ۔ شریعت نے پہلے دن جو رمی کا وقت رکھا ہے وہ دسویں کی صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے اور دوسرے دن گیارہویں کی صبح صادق تک رہتا ہے ۔ اب لوگوں کے ذہن میں ہے کہ مغرب سے پہلے پہلے کر لو ۔ جس سے اس وقت ذرا ہجوم ہو جاتا ہے ۔ شریعت نے کتنی تسہیل رکھی ہے ۔ ایک طرف وقت میں اتنی گنجائش رکھی پھر یہ حکم دیا کہ اپنے کو خطرہ اور مشقت میں مت ڈالو جب ہجوم ہو تو یہ بھی مشقت ہی ہے اسلئے صبر و تحمل سے کام لو ۔ عصر کے بعد نہیں موقعہ تو مغرب کے بعد کرے ۔ یوں پہلے دن کیلئے تجربہ ہے اسکو نوٹ کر لیا جائے اور خیال رکھا جائے کہ عصر سے پہلے بڑے اطمینان سے رمی ہو جاتی ہے ۔ دوسرے دن کیلئے حالات کے اعتبار سے تجربہ یہ ہے کہ مغرب یا عشاء کے بعد ہجوم نہیں ہوتا ۔ پریشانی نہیں ہوتی اسوقت رمی کرے تیسرے دن بارہ تاریخ کو مغرب سے پہلے رمی کر لے یہ تجربہ کی بات ہے ۔ اب ہم

جاتے ہیں۔ دوپہر کو ایسے وقت ہم جاتے ہیں جبکہ مجمع ہوتا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ اس میں پریشانی ہوگی۔ یہ بات بھی ہے کہ پہلے دور سے دیکھئے کہ کس وقت مجمع ہے کس وقت نہیں ہے اسی لحاظ سے معاملہ کرے ایسے ہی طواف میں بھی تجربہ ہے کہ پہلی رات کو دس بجے گیارہ بجے چلا جائے طواف کرے اچھی خاصی جگہ ملتی ہے۔ اطمینان وسکون کے ساتھ طواف ہو جاتا ہے یہ سب تجربہ کی بات ہے اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

اعمال حج کی حکمتیں

یہاں ایک بات اور عرض کر دی جائے جس کو بعض حضرات نے پسند بھی کیا اور سمجھ میں بھی آتی ہے وہ یہ کہ حج کے سلسلہ میں جو احکامات ہیں اس میں بڑی مصالح اور حکمتیں ہیں سہولت بھی ہے مثال کے طور پر آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ میں ایک دن قیام کا حکم ہے۔ اس میں کوئی کام نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ یہاں کے لئے بھی کا کچھ کام رکھا جاسکتا تھا۔ ارے تلاوت ہی کا حکم دے دیا جاتا کہ پانچ دس پارے تلاوت کرلو۔ یا کچھ نہیں تو اتنی تسبیح پڑھ لو۔ مگر کچھ نہیں کہا گیا۔ منیٰ کے قیام میں کوئی خاص حکم نہیں کیا گیا۔ تاکہ یہاں چوبیس گھنٹہ دم لے لے۔ اور آرام کر کے عرفات کیلئے تیار رہے جب تازہ دم رہے گا تو پھر وہاں کے اعمال بھی سکون واطمینان سے ادا ہوں گے۔ پھر عرفات میں وقوف عرفہ سورج غروب ہونے تک ہوگا اسکے بعد اگرچہ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے لیکن فرمایا کہ یہاں مغرب کی نماز نہ پڑھو۔ بلکہ سورج غروب ہونے

کے بعد مزدلفہ کو روانہ ہو جاؤ۔ آج مغرب کی نماز کا وقت صبح صادق تک بڑھا دیا گیا ہے۔ وہاں پہونچ کر مغرب و عشاء دونوں کو ایک ساتھ پڑھو۔ یہ جو مغرب کی نماز کا وقت بڑھا دیا گیا ہے اس سے کتنی آسانی ہو گئی۔ وقوف عرفہ میں کتنا مجمع ہوتا ہے۔ اب اگر یہیں نماز کا سلسلہ ہوتا تو اب اتنے بڑے مجمع کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام بہت مشکل ہو جاتا۔ پھر یہاں سے روانہ ہونے میں دیر ہو جاتی اس طرح کی اور مصالح کی بنا پر حکم دیا گیا کہ نماز یہاں نہ پڑھو۔ اب دیکھئے مزدلفہ میں جو وقت وقوف کا رکھا گیا ہے ایک تو وہ مختصر ہے پھر یہ کہ اسمیں بھی کوئی خاص عبادت نہیں رکھی گئی۔ بس یہ کہ تھوڑی دیر حاضر ہو جاؤ پھر چلے آؤ اس میں بھی آسانی اور سہولت کا خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے یوم عرفہ کے اعمال تھے۔ پھر اسکے بعد دسویں کو رمی وغیرہ کا کام رہے گا۔ اس لئے یہاں کوئی خاص عبادت نہیں رکھی گئی۔ تاکہ مسلسل کام سے تنگی نہ ہو۔ طبیعت میں نشاط رہے۔

رمی کے اوقات میں فرق کیوں ہے؟

اب یہاں ایک سوال ہے اور بہت ہی اہم سوال ہے کہ پہلے دن رمی کے لئے وقت صبح صادق سے دوسرے دن کی صبح صادق تک رکھا گیا ہے۔ لیکن گیارہ اور بارہ تاریخ کو رمی کا وقت ظہر کے بعد کیوں رکھا گیا۔ یہاں بھی وہی وقت جو پہلے دن کیلئے تھا اس کو کیوں نہیں رکھا گیا؟۔ اس سلسلہ میں دو باتیں پیش نظر رکھئے تو یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی

ہے۔ ایک تو یہ کہ انسان میں عجلت کا مادہ ہے جس کام کی اس پر ذمہ داری ہے
اس میں جی چاہتا ہے کہ اس کو جلدی کرے۔ دوسرے یہ کہ طریقۂ سنت کو اپنانا
چاہتا ہے۔ نماز جو روزانہ کی پنجوقتہ عبادت ہے اس میں سنت کا اہتمام کرتا
ہے کہ ایک سنت تکبیر اولیٰ چھوٹ جائے تو قلق ہوتا ہے تو پھر حج جو عمر بھر میں
ایک مرتبہ فرض ہے اسکو سنت کے موافق ادا کرنے کا جذبہ اس دس بارہ لاکھ
کے مجمع میں کتنوں میں ہوگا۔ ہزاروں لاکھوں ہوں گے جو سنت کے عاشق
ہوں گے۔ ہر کام کو وقت پر سنت کے موافق کرنے کی فکر رکھتے ہوں گے۔
اہتمام کر رہے ہوں گے۔ ان دونوں باتوں کو سامنے رکھنے سے دس کے لئے
رمی کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے۔ اور گیارہ بارہ میں رمی کے جو اوقات ہیں ان
میں فرق کی وجہ واضح ہو جاتی ہے کہ پہلے دن رمی بھی ہے قربانی اور بالوں کا
حلق بھی ہے پھر یہ کہ اس دن میں طواف زیارت افضل بھی ہے۔ ظاہر ہے
کہ افضل ہونے کی وجہ سے طبعی طور پر خواہش ہوتی ہے کہ اسی دن اس کو کیا
جائے چنانچہ اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اب سنئے تجربہ سے یہ ظاہر ہوا کہ
جبکہ رات کو طواف کیا گیا۔ پانچ چھ گھنٹہ لگ گئے۔ کبھی جانے میں دیر لگ گئی
کبھی آنے پر دیر لگ گئی کبھی گاڑیاں پھنسی ہیں اسلئے اکثر ایسا ہی ہوا کہ جب
طواف کر کے آئے تو صبح صادق ہو گئی اب اگر دوسرے دن گیارہ میں رمی صبح
صادق سے شروع کرنے کا حکم ہوتا تو ایک طرف عجلت جو انسان کی فطرت
ہے۔ اور دوسری طرف سنت کا عشق کہ عشاق کہتے ہیں کہ ہم سنت پر عمل کرنے
کے خاطر رمی کریں گے ایسی صورت میں مسلسل مشغولیت سے تعب و تکان

کی بنا پر اندیشہ تھا لوگوں کے بیمار ہو جانے کا طاعت کیلئے جو انبساط چاہئے وہ
نہ رہتا مسلسل مشغولیت کی وجہ سے پھر وہی ڈرائیور کی طرح ہو گا کہ نیند کے مارے
ایکسیڈنٹ ہونے شروع ہو جائیں گے اسی لئے تجربہ ہے کہ وہاں طواف سے
لوگ صبح صادق کے وقت آئے فجر کی نماز کے بعد سوئے تو ساڑھے گیارہ بجے
اٹھے ۔ اب اگر آج بھی رمی کا وہی وقت ہوتا تو سنت کا وقت نکل گیا ہوتا
اس سے پریشانی ہوتی اسلئے دوسرے دن میں رمی کا وقت بدل دیا گیا کہ ڈٹ
کر آرام کر لو ۔ دم لے لو ۔ تازہ دم ہو جاؤ ۔ آگے ابھی اور کام کرنا ہے اسمیں خلل نہ ہو

شریعت نے ہماری سہولت کا خیال رکھا

شریعت نے کتنی آسانی و سہولت رکھی ہے سفر میں بھی آسانی کے خیال
سے قصر کا حکم دے دیا بعض مرتبہ بچے اپنی ناسمجھی سے کھانے اور آرام کے وقت
میں بجائے آرام کرنے اور کھانے کے کھیلتے ہیں ایسے موقع پر کیا ہم ان کو اپنے
حال پر چھوڑ دیتے ہیں ؟ ۔ نہیں ان کو روکتے ہیں کھانا کھلاتے ہیں ایسے ہی شریعت
کی بھی یہ شفقت ہے کہ ہماری سہولت و آسانی کا خیال رکھا ۔ ورنہ ہم تو جذبہ
دیکھتے ہیں پھر نتیجہ یہ ہوتا کہ مشقت میں پڑ جاتے ۔ اب میں اپنا حال بتاتا ہوں کہ
سعی پہلے کر لی تھی اسلئے داعیہ ہوا کہ جتنی دیر میں لوگ سعی کر رہے ہیں اتنی دیر میں
ہم ایک طواف اور کر لیں ۔ اس وقت جذبہ تھا اسمیں طواف کر لیا ۔ اسوقت
تو کچھ احساس نہیں ہوا ۔ بعد میں جو تکلیف و تکان محسوس ہوا اس سے احساس
ہوا کہ شریعت نے آسانی ہی کے لئے کہا کہ ایسی صورت میں ایک طواف کرو ۔

اب ہم نے جذبہ میں زیادہ کرلیا تو نتیجہ ظاہر ہے۔ عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ شریعت نے تو ہماری آسانی کا خیال رکھا اب جو مشقت و پریشانی آتی ہے وہ ہماری ہی بے اصولی کی وجہ سے آتی ہے اسکو مسئلہ کی وجہ سے بتلانا یہ کمی کی بات ہے قابل اصلاح چیز ہے۔

علمی سوال کا حکیمانہ جواب

مسئلہ پر ایک بات یاد آگئی کہ ایک دفعہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ ایک مسئلہ میں بہت خلجان ہے وہ یہ کہ فقہ حنفی میں ہے کہ مُکرہ یعنی زبردستی کی طلاق ہو جاتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار ہیں۔ ہنسی خوشی رہ رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے زبردستی طلاق دلوادی تو طلاق ہو جاتی ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے میں نے ان سے کہا آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کوئی عورت ہے بڑی صالح ہے اسکا شوہر بہت بڑا ظالم ہے اسکے حقوق نہیں ادا کرتا کہ بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ ایک طرف تو یہ معاملہ ہے۔ دوسری طرف یہ کہ وہ طلاق بھی نہیں دیتا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی اسکو مجبور کر کے زبردستی کر کے اس سے طلاق دلوادے تو یہ کیسا ہے؟ (سامعین کی آوازیں آئیں کہ ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا اچھا ہے) جب عورت کے چھٹکارے کی کوئی صورت و تدبیر نہیں ہو سکتی تو اس وقت کے لئے یہ مسئلہ ہے جو بالکل ٹھیک ہے اسمیں کوئی خلجان کی بات نہیں اب یہ کہ اسکو کہاں استعمال کرے کہاں نہ کرے۔ جہاں ظالم شوہر ہو وہاں پر جائز ہے اور اسکو بے محل استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

اس کے باوجود کوئی بے محل استعمال کرے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ مسئلہ ٹھیک نہیں ہے مسئلہ بالکل صحیح ہے اسکا بے موقع استعمال کرنا غلطی ہے۔ فوجیوں اور سپاہیوں کو پستول و بندوق دیجاتی ہے تاکہ جہاں موقع ہو چلانے کی ضرورت ہو وہاں چلایا جائے۔

اب اگر بیجا چلا دے تو یہ کہنا کہ پستول دینا ہی ٹھیک نہیں۔ یہ غلطی کی بات ہے اس کا دینا تو ٹھیک ہے البتہ اس کا بے موقع استعمال کرنا یہ غلط ہے۔ مان لو چور ڈاکو آجائیں لوٹ مار کرنے لگ جائیں اب اگر ان لوگوں کو بندوق وغیرہ نہ دیجائے تو پھر ان کے ضرر سے بچنے اور حفاظت کی کیا صورت ہوگی سوائے اسکے کہ جانی و مالی نقصان ہو۔ اس سے بچنے ہی کیلئے تو یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح مکرہ کی طلاق کا مسئلہ نہ ہوتا تو پھر ظالم شوہر سے عورت کی خلاصی کی کیا صورت ہوتی۔

یہاں کی تکالیف کو نہ بیان کیا جائے

شریعت کے جو بھی احکامات ہیں وہ بالکل مناسب و صحیح ہیں بندوں کی اسمیں رعایت رکھی گئی ہے ہماری کمی و بے اصولی کی وجہ سے ضرر و نقصان ہو جاتا ہے۔ حج کے سفر میں مزاج کے خلاف حالات پیش آتے ہیں یہاں سے جا کر ان حالات و تکالیف کو بیان کرنے لگ جاتے ہیں ایسا نہ کرے دیکھو دنیاوی سفر جو ہم کرتے ہیں وہاں کیا ہمیں راحت ہی ملتی ہے۔ کسی طرح کی مشقتیں پیش نہیں آتیں۔ یہاں تو پھر بھی اتنی راحتیں و سہولتیں ہیں کہ ہر شخص

ان کو جاننا ہے۔ پھر یہ کہ وہ روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ ایر کنڈیشن کا انتظام ہے ٹھنڈے پانی کا آرام ہے ہماری بے صبری ہے۔ ہماری بے نظمی ہے جس سے ناگوار حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اتنی آسانی وسہولتیں مہیا کی گئی ہیں ہم کو اسکی قدر کرنی چاہیئے۔ صبر وتحمل سے کام لینا چاہیئے۔ ہم ناقدری کرتے ہیں پھر پریشاں ہوتے ہیں۔ اسلئے بھائی اُن کو نہ بیان کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو سوچا جائے۔

بلانے کے باوجود نہ آئے تو یہ بڑی نالائقی ہے

یہاں کی حاضری کا مقصد تکمیل اصلاح ہے۔ اس کو سامنے رکھا جائے اس سے انشاء اللہ نفع ہوگا۔ دنیا میں لوگ بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں امتحان دینے جاتے ہیں۔ ڈگری لینے جاتے ہیں۔ اپنے اپنے صرفے خرچے سے جاتے ہیں۔ کیا جامعہ ازہر والے یا امریکہ والے خرچے کا انتظام کر کے بلاتے ہیں۔ جس کو ڈگری لینا ہوتا ہے وہ خود سارے انتظامات کرتا ہے پھر جا کر سند ملتی ہے۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ ہے امتحان وتکمیل اصلاح کیلئے صرف بلاتے ہی نہیں بلکہ اپنی حکمت ومصلحت سے جسکو نوازنا چاہتے ہیں اس کا سارا انتظام بھی پہلے سے فرما دیتے ہیں۔ اتنا بڑا قرب اتنا بڑا شرف دینا چاہتے ہیں اس کے لئے خود ہی انتظام بھی فرما دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ جس کو بلایا ہے صرف اسکے لئے ہی انتظام ہوا ایسا نہیں بلکہ اسکے گھر والوں کو بھی پریشانی نہ ہو ان کے لئے بھی انتظام کر کے بلاتے ہیں۔ انتظام کر دیا۔ روپیہ پیسہ کا انتظام کر کے بلایا کہ ہمارے دربار میں آؤ اسکے باوجود بھی اگر کوئی نہ آئے تو وہ کتنا بڑا نالائق ہے فرمایا گیا

من ملك زادًا وراحلة تبلغه	جو شخص کہ سفر حج کے اخراجات کی استطاعت
الی بیت اللّٰہ ولم یحج فلا علیہ	رکھتا ہو پھر بھی حج نہ کرے کوئی پرواہ نہیں
ان یموت یھودیًا او نصرانیًا [1]	کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔

بادشاہ کسی کو اپنی مملکت اپنے دربار میں بلائے سارے انتظامات بھی کر دے وہ پھر بھی نہ آئے تو اس کے لئے کہا جائے گا کہ کتنا اکھڑ دماغ و بددماغ آدمی ہے۔ اسکے لئے حکم ہوگا کہ اسکو نکال کر باہر کیا جائے۔ ایسے شخص کے بارے میں اندیشہ ہے کہ جو نعمتیں ملی ہوئی ہیں وہ کہیں چھین نہ لی جائیں۔ جن لوگوں کو یہاں حاضری کا شرف ملا ہے ان کو اس کی قدر کرنا چاہئے۔ بعض لوگوں کو ان کی بے اصولی سے روک دیا گیا۔ وہ حج میں نہیں آئے تو یہاں کیا نقصان ہو گیا۔ یہاں کیا کمی ہو گئی وہی لوگ اس شرف سے محروم ہو گئے اسلئے یہاں حاضری کا جو موقع ملا ہے پھر اس پر جو انعام و شرف ملے گا اسکے سامنے جو تھوڑی بہت تکلیف پیش آئے اس کی کوئی حقیقت نہیں نہ اس کا تذکرہ کرنا چاہئے نہ اس کو دوسروں سے بیان کرنا چاہئے

حرمین شریفین کی بے حرمتی کرنے والوں کو عبرتناک سزا

اسوقت ایک بات اور یاد آگئی کہ حرمین شریفین کا جو مقام و مرتبہ ہے اور اس کو جو تقدس و بڑائی حاصل ہے وہ تو ظاہر ہی ہے اسکا پاس و لحاظ

---

[1] ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ۱/۲۲۲

رکھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے کتابوں میں مستقل اس کے آداب بیان کئے گئے ہیں ان کی رعایت کرنا اور اسکے موافق معاملہ کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے اس کی خلاف ورزی کتنا بڑا جرم ہے ایسے لوگوں کیلئے حدیث میں فرمایا گیا۔

ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ [1] — اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں

تین لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض وخفا ہیں ان میں ایک وہ شخص ہے جو

ملحد فی الحرم [1] — حرم میں غلطیاں کرنیوالا۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں ھاتک حرمۃ الحرم [2] اس کی بے حرمتی کرنا یہ کوئی معمولی جرم ہے۔ اس پر ہمارا عقیدہ ہے کہ حرمین شریفین میں جو لوگ اسکے اکرام واحترام کے خلاف معاملہ کر رہے ہیں یا کرتے ہیں یہاں فساد مچانا چاہتے ہیں ان کو دنیا ہی میں ذلت ورسوائی ملنا شروع ہوگی اور سزا ملے گی خود قرآن پاک میں فرمایا گیا

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ [3] — اور جو کوئی اس میں (یعنی حرم شریف میں) ظلم کے ساتھ کوئی بے دینی کا کام کرنیکا ارادہ کریگا تو ہم اس شخص کو عذاب دردناک چکھادیں گے۔

---

[1] بخاری، مشکوٰۃ ۱-۲۷ [2] مرقات ۱/۱۷۹ [3] پ ۱۷ رکوع

اس حقیقت پر تو ہمارا ایمان ہے ہی۔ مکہ شریف کے جو لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے تھے ان کا بھی ایمان تھا اصحاب فیل کا واقعہ مشہور و معروف ہے کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے بہت سے لوگوں کے علم میں بھی ہے۔ اور قرآن پاک میں اسکے متعلق ایک خاص سورت نازل ہوئی اس وقت پورا واقعہ سنانا نہیں ہے توجہ دلانے کے لئے اسکا ایک جز ذکر کرتا ہوں کہ ابرہہ جب اپنی فوج وغیرہ لے کر مکہ شریف پہونچا۔ وہاں جو جانور چر رہے تھے ان کو پکڑ لیا۔ اس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا خواجہ عبد المطلب کے بھی دوسو اونٹ تھے جب ان کو ان سب باتوں کی اطلاع ملی تو لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ گھبراؤ مت۔ مکہ کو خالی کر دو۔ خانہ کعبہ کو کوئی منہدم نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کا گھر ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ اس بات پر ان کا کتنا قوی ایمان تھا کہ یہ اللہ کا گھر ہے کوئی اُس کو منہدم نہیں کر سکتا اب دیکھئے اس چیز کا اظہار انھوں نے اسکے سامنے بھی کیا چنانچہ خواجہ عبد المطلب جب ابرہہ سے ملنے گئے تو اس نے اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا۔ گفتگو ہوئی اُسی درمیان میں آپ نے اپنے اونٹوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس پر ابرہہ نے تعجب سے کہا کہ آپ نے اپنے اونٹوں کی رہائی کے بارے میں مجھ سے کہا لیکن بیت اللہ کہ جس کے منہدم کرنے کیلئے آیا ہوں اسکے سلسلہ میں کچھ نہیں کہا اس پر آپ نے یہی جواب دیا۔

انی انا رب الابل وان للبیت　　　میں نو اونٹوں کا مالک ہوں اور خانۂ کعبہ کا

ربًا سیمنعہ[1] بھی ایک مالک ہے، وہ اسکی حفاظت کریگا

پھر کیا ہوا۔ وہاں سے آنے کے بعد بیت اللہ شریف کے دروازہ پر حاضر ہوکر سب لوگوں نے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ کیا انجام ہوا اللہ تعالیٰ نے کیسی حفاظت فرمائی اور مفسدین کا کیا حشر ہوا فرمایا گیا۔

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ پس اللہ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کے مانند بنادیا۔

اس سے واضح ہوا کہ حرمین شریفین کے اکرام و احترام کے خلاف جو بھی معاملہ کرے گا اسکو ذلت و رسوائی کی سزا ملے گی

دین حق اور اسکے حاملین کی مخالفت کا انجام

ہر زمانہ میں کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے۔ اس طرح لوگ رہے ہیں۔ مگر پوری تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا کیا حشر رہا اور ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا۔ بیت اللہ جو مرکز ہے اسی طرح دین پھر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جن لوگوں نے مقابلہ کیا ان کا کیا انجام ہوا۔ نمرود کا کیا حال ہوا فرعون کی فرعونیت مٹ گئی۔ اسکے پاس کیسے کیسے اسباب تھے وسائل تھے اسکے باوجود ایسی شکست ہوئی کہ دنیا کی تاریخ میں ایسی مثال نظر نہیں آتی۔ کہ ایک آدمی بھی نہ مارا گیا۔ اور ملک فتح ہو جائے۔ دشمن سے خالی ہو جائے۔ کیا عجیب واقعہ پیش آیا ارشاد ربانی ہے۔

---

[1] البدایہ والنہایہ ۲/۲۱۴

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ [1]

وہ وقت یاد کرو جبکہ شق کیا ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھر ہم نے تم کو نجات دی اور آل فرعون کو ہم نے غرق کر دیا اس حال میں کہ تم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔

کبھی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا ہوگا کہ دشمن کی اتنی بڑی جماعت سب کے سب مٹ جائیں۔ فنا ہو جائیں۔ اور ادھر ایک جان بھی ضائع نہ ہو۔ پھر یہ کہ دشمن کی ساری فوج ان کے سامنے تباہ ہو جائے اگر کوئی اور اس طرح کی خبر دیتا تو کوئی اس کو نہ مانتا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کے سامنے اس واقعہ کو دکھایا۔ یہ سب عبرت و نصیحت کے لئے ہے۔

تحفظ حرمین شریفین کا شرف ہمکو بھی ملجائے

پھر یہ کہ اس وقت جو حالات پیش آئے ہیں اسکے تدارک کیلئے انتظامات ہونگے۔ بڑی بڑی تنظیمیں ہیں وہ غور و فکر کریں گی۔ تحفظ حرمین شریفین کیلئے اجتماعات ہو رہے ہیں مشورے ہو رہے ہیں۔ جماعتیں ہیں وہ اسکے نظام میں لگی ہوئی ہیں۔ اسکے لئے اگر ہم کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا کریں۔ تاکہ ہمیں بھی اسکی سعادت ملجائے ہم کو بھی یہ شرف ملجائے اسکے لئے دعا کرتے رہیں۔

---

[1] پ ۱ ع ۶

دوستانہ تعلقات کیلئے ضابطہ اور صحابہ کا اسکے موافق معاملہ

پھر یہ کہ جہاں یہ معاملہ ہے وہیں اس طرح کے لوگوں کے بارے میں ہمارے لئے بھی کچھ ہدایات ہیں ان کی پابندی بھی اہم ہے۔ بعض دفعہ ہم لوگوں کے ظاہر حالات کو دیکھ کر ان سے حسن ظن کا معاملہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہماری کچھ غفلت بھی ہو جاتی ہے کہ ان کے پورے حالات معلوم نہیں کرتے اور ان سے نیک معاملہ کرنے لگ جاتے ہیں ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جو انجام ہو گا سب کے سامنے ہے۔ حکم ہے کہ ان سے چوکنا رہو قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ [1]

اے ایمان والو اپنے (لوگوں کے) سوا اور مذہب والوں میں سے) کسی کو (محبت کے برتاؤ میں) صاحب خصوصیت نہ بناؤ

جو لوگ اسلام کے طریقہ سے ہٹے ہوئے ہیں ان کو اپنا دوست مت سمجھو ان سے دوستی کا تعلق نہ رکھو اس سلسلہ میں آج ہمارا کیا حال ہو رہا ہے ہر شخص خود سوچے اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا معاملہ تھا وہ اس بارے میں کتنے محتاط تھے۔ عبرت کے لئے ایک واقعہ عرض کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک نصرانی لڑکے کے بارے میں عرض کیا گیا کہ

ھٰھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن

یہاں پر ایک نصرانی لڑکا ہے جس کا تعلق اہل حیرہ سے ہے یادداشت اور کتابت کے اعتبار

---

[1] پ ۴ ع ۲

خطا منہ　　　　سے اس سے زیادہ اچھا کوئی دوسرا معلوم نہیں ہوتا

ان خوبیوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ اسکو اپنا میر منشی بنالیں تو اچھا ہو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جواب میں فرمایا

اذاً اتخذت بطانۃ من غیر المومنین [1]　　　　اگر میں نے ایسا کیا تو غیر مومن کو اپنا رازدار بنالیا۔

اس سلسلہ میں ان حضرات کا معاملہ اس نوع کا تھا جس کے فائدے بھی ظاہر ہوتے تھے اس طرح کی جو ہدایات دی گئی ہیں یہ ہمارے ہی نفع کیلئے ہیں۔ اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ لیکن اس بارے میں جو ہم سے غفلت ہورہی ہے وہ ظاہر ہے یہ سب اسی کے نتائج ہیں۔

مسلمانوں کو قرآنی تنبیہ

پھر یہ کہ ان سے صرف چوکنا رہنے کا ہی حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تبلایا گیا کہ یہ جو حکم دیا گیا وہ کیوں دیا گیا جس سے ان کی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے فرمایا گیا

لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا　　　　وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے

وہ لوگ ایسے ہیں جو تم کو ضرر و نقصان پہونچانے میں تمہارے فتنہ و

---

[1] تفسیر کبیر ۸/۲۱۰

فساد پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے یہ اس نوع کا وہ تمھارے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ تمھارے لئے ان کی دلی خواہش کیا ہے فرمایا گیا

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ — اور تمھاری مضرت (دینی و دنیوی) کی تمنا رکھتے ہیں۔

ان کی خواہش اسی میں ہے کہ تم تکلیف و پریشانی میں رہو۔ چنانچہ اس نوع کی وہ تدبیریں کرتے ہیں معاملات کرتے ہیں ان کی جو خواہش ہے اسکے پورا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ — واقعی (وہ) بغض (بعض اوقات) انکے منھ سے (بے اختیار بات چیت میں) ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر انکے دل میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے

دینی یا دنیوی ضرر کی جو صورتیں ان کی طرف سے ظاہر ہوتی ہیں اسی سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے اور ان کے دل میں جو ہے وہ اس سے زیادہ ہے اس طرح کی جن لوگوں کی ذہنیت ہو ان سے خیر خواہی و ہمدردی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے ایسے لوگوں سے ہوشیار ہی رہنا چوکنا ہی رہنا چاہیئے اسلئے ارشاد فرمایا۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ؁ — ہم (ان کی عداوت کے) علامات (اور قرائن) تمھارے سامنے ظاہر کر چکے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان یقینی علامتوں سے دیکھ لو)

؁ پ ۴ ع ۳

ہم کھلی کھلی باتیں بیان کرتے ہیں تاکہ ذرا غور و فکر تو کرو۔ جن لوگوں کی کیفیت اس طرح کی ہو ان سے دوستی کسی طرح کی بھی مناسب نہیں چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں کو پھر آگاہ کیا جارہا ہے۔

هٰاَنْتُمْ اُولَاءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ	ہاں (سمجھو) تم ایسے ہو ان لوگوں سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو

تم ان سے محبت و دوستی کا معاملہ رکھتے ہو۔ اور ان کا معاملہ تمہارے ساتھ دوستی کا نہیں بلکہ وہ نقصان و اذیت پہونچانے کی فکر میں رہتے ہیں پھر یہ کہ تمام آسمانی کتابوں پر تمہارا ایمان ہے جس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ خیر خواہی کا معاملہ کرتے۔ محبت و تعلق رکھتے مگر ان کا معاملہ بالکل اسکے برخلاف ہے۔

منافقین کا حال اور مسلمانوں کے ساتھ انکا برتاؤ

ان کے ظاہری حالات اور بات چیت سے بعض اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے اور ان کے ساتھ ہم لوگ اچھا معاملہ کرنے لگ جاتے ہیں اسکو بھی ذکر کیا گیا۔

وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ	اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں (صرف تمہارے دکھانے کو منافقانہ طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب (تم سے) الگ ہوتے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ [۵]

ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ (غضب) کے آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ تم مرو ہو اپنے غصہ میں بیشک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو۔

جب تمہارے سامنے آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم یہ ہیں۔ اور یہ ہیں۔ اپنے کو خیر خواہ ہمدرد ظاہر کرتے ہیں پھر جب چلے جاتے ہیں تو دل میں جو غیظ و غضب ہے اسکے موافق معاملہ کرتے ہیں ان کی اس ذہنیت کی آگے اور زیادہ وضاحت کی گئی

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا [۶]

اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کیلئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے (بڑے) خوش ہوتے ہیں۔

تم کو جب کوئی اچھی چیز پہونچتی ہے مناسب و نفع بخش صورت پیش آتی ہے تو ان کو بڑا برا لگتا ہے ان پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کے اندر کتنا حسد ہے بغض ہے اور جب تم کو کوئی تکلیف دہ معاملہ پیش آتا ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔ خوشیوں کے شادیانے بجاتے ہیں ڈنکے بجاتے ہیں جس سے واضح ہوا کہ یہ دوستی کا جو دم بھرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے غلط ہے

تمھاری کامیابی منحصر ہے فضل یزداں پر

اب یہ کہ ضرر و نقصان سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ شریر آدمی تو اپنی شرارت

---

[۵] پ ۴ ع ۳ [۶] پ ۴ ع ۳

کرے گا۔ ضرر پہونچانے کی تدبیر کرے گا۔ اس سے حفاظت کیلئے فرمایا گیا۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ [۱]

اگر تم صبر کرو اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکے گی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر (علمی) احاطہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد اور فضل خاص کیلئے دو چیزیں ہیں۔ آج امت صرف انہی دو سبقوں کو یاد کرے اس کو اختیار کرے تو معاملہ پلٹ جائے ایک یہ کہ صبر اختیار کرو۔ ناگوار امور کو برداشت کرو دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق صحیح رکھو۔ تقویٰ اختیار کرو پھر کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا ہے۔ یہی مسلمانوں کی کامیابی اور حفاظت کا ضابطۂ قانون ہے اسی کو حضرت خواجہ صاحب نے بھی اپنے الفاظ میں فرمایا ہے

تمہاری قوم کی تو بنا ہی ہے دین و ایماں پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیلِ قرآں پر
تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر

نصرتِ الٰہی کے بنیادی اسباب

چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر و تقویٰ ہی پر نصرت خداوندی ہوتی ہے یہ دونوں چیزیں جب پورے طور پر رہیں تو اس کے نتائج کیا ہوئے۔ اور جب ان میں کمی آئی تو پھر کیا اثر ہوا۔ اسکے لئے اس وقت مختصراً تین واقعات کو سامنے

---

[۱] پ ۴ ع ۳

رکھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے وہ تینوں واقعات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آئے ہیں ایک بدر کا واقعہ۔ دوسرا اُحد کا واقعہ تیسرا حُنین کا واقعہ۔ ان تینوں واقعات کے جو نتائج ہیں۔ ان میں جو حالات پیش آئے ہیں ان میں غور کیا جائے تو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ صبر و تقویٰ کتنی اہم و بنیادی چیزیں ہیں۔ غزوۂ بدر میں تعداد کے لحاظ سے بھی کم تھے صرف تین سو تیرہ تھے اسباب کے لحاظ سے بھی ایسا ہی معاملہ تھا پھر یہ کہ مدینہ سے بھی کافی دور تقریباً نوے میل کے فاصلہ پر تھے۔ اسکے بالمقابل غزوہ احد میں جو حالت بہتر تھی تعداد میں بھی اس کے لحاظ سے زیادہ تھے سات سو تھے۔ یہاں اسباب بھی پہلے سے زیادہ تھے اور مدینہ سے قریب ترین چار میل کے فاصلہ پر تھے مگر کیا ہوا وہاں تو فتح ہو گئی اور یہاں شروع میں تو کامیابی ملی پھر فتح شکست سے بدل گئی۔ یہ فرق کیوں ہوا پھر غزوہ حُنین میں ان دونوں غزوات کے مقابلہ میں تعداد کہیں زیادہ ہے چودہ ہزار ہے لیکن یہاں بھی کیا ہوا پیر اکھڑ گئے۔ عجیب معاملہ ہے۔ بدر کے حالات کو سامنے رکھئے کہ صرف تین سو تیرہ ہیں۔ سامان بھی کم ہے اور ادھر تعداد بھی زیادہ ہے اور ساری باتیں ہیں ماشاء اللہ۔ مدینہ سے تین چار میل احد میں شکست ہو جائے۔ اور تقریباً نوے پچانوے میل بدر میں فتح ہو جائے تین سو تیرہ جیت جائیں اور بارہ ہزار کے پیر اکھڑ جائیں۔ یہ کیا چیز ہے بس وہی صبر و تقویٰ کے یہ سب اثرات ہیں غزوۂ بدر میں صبر بھی کامل اور تقویٰ بھی کامل فتح ہو گئی۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ ۔ اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی

أَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۱؎

میں اور تم کمزور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم شکر گزار رہو۔

غزوۂ احد میں ایک چیز میں کمی ہو گئی۔ صبر کی خلاف ورزی ہو گئی کہ جو اپنے رائے سے دائمی حکم تھا اس کو عارضی سمجھ لیا۔ ارشاد فرمایا کہ

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهٖ ۚ حَتّٰى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۲؎

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے (کرنے) کو سچا کر دکھایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے۔ یہانتک کہ جب تم خود ہی رائے میں کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اسکے کہ تم کو تمھاری دل خواہ بات دکھلا دی تھی اور تمھاری اسوقت یہ حالت تھی کہ تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور بعض تم میں وہ تھے جو آخرت کے طلبگار تھے، پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تاکہ خدا تعالیٰ تمھاری آزمائش فرمائے، اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا، اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر،

۱؎ پ۴ ع۴ ۲؎ پ۴ ع۶

غزوہ حنین میں تقویٰ کے خلاف بات ہو گئی کہ بعضوں کے منہ سے نکل گیا کہ ہم بارہ ہزار ہیں جلدی فتح حاصل کرلیں گے۔ عجب میں مبتلا ہو گئے۔

لن نغلب الیوم من قلۃ [1] — آج کے دن تعداد کی قلت کی وجہ سے ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔

لیکن پھر معافی مل گئی اس کو بھی قرآن پاک میں ذکر فرمایا گیا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ

تم کو خدا تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں میں (کفار پر) غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا، پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کار آمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر (آخر) تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے

عقائد حقہ و اعمال صالحہ کے ثمرات

ان تینوں واقعات کو سامنے رکھنے سے فتح و کامیابی کی بنیاد کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر عرض کیا کرتا ہوں کہ دو چیزیں ہیں ایک عقائد ہیں دوسرے اعمال ہیں۔ دونوں کے اثرات و فوائد ہیں۔

عقائد ٹھیک ہوں گے آخرت بنے گی۔ اعمال ٹھیک ہوں گے دنیا کی کامیابی ہو گی۔ عقائد و اعمال دونوں ٹھیک ہوں گے شریعت کے موافق

---

[1] تفسیر مظہری ۱۵۹/۴ ۔ ۲ پ ۱۰ ع

ہوں گے تو دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی ملے گی۔ اصول وقاعدہ کے موافق معاملہ کرے تو پھر سہولتیں و آسانیاں ملتی ہے قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ [۱]

اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پرورد گار کی طرف سے (اب) انکے پاس بھیجی گئی (یعنی قرآن) اسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے

اگر ہدایت واصول کی پابندی کرتے تو پھر طرح طرح کی نعمتیں ملتیں۔ ہر طرح کے راحت و آرام کا انتظام ہو جاتا خود حدیث میں ہے کہ اگر بندے پورے طور پر اطاعت کریں تو ان کے ساتھ جو معاملہ ہو گا۔ اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

قال ربکم عز وجل لوان عبیدی اطاعونی لاسقیت علیھم المطر باللیل واطلعت علیھم الشمس بالنھار ولم اسمعھم صوت الرعد [۲] رواہ احمد

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات میں بارش برساؤنگا جس میں گرج کڑک نہ ہو گی، دن میں ان کیلئے سورج نکال دونگا

میں بارش برساؤں جب دات کو سو جائیں۔ پھر یہ کہ اس میں بجلی کی کڑک نہ ہو گی دن میں اپنے کام میں مشغول رہیں گے۔ اسمیں خلل نہیں ہو گا۔

---

[۱] پ ٦ ع ۱۳ [۲] تفسیر مظہری ۲/۱۲۷

امت صبر و تقویٰ اختیار کرے تو معاملہ صحیح ہو جائے

جب بھی بے اصولی اور حکم کی خلاف ورزی ہو گی تو پھر ظاہر ہے کہ پریشانی آئے گی۔ جس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں کبھی کسی شکل میں۔ کبھی کسی صورت میں صبر و تقویٰ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ ان میں جہاں کمی آئی بس وہیں معاملہ گڑبڑ ہوا جب تک یہ دونوں چیزیں رہیں گی اس وقت تک ہر طرح کی حفاظت و نصرت ہوتی رہے گی چنانچہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انی لاعلم اٰیۃ لو اخذ الناس	بے شک میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں
بھا لکفتھم ومن یتق اللہ یجعل	اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہ ان کے لئے
لہ مخرجا ویرزقہ من حیث	کافی ہے وہ آیت یہ ہے ومن یتق
لا یحتسب [1]	اللہ الاٰیۃ

اسلئے جب بھی اس نوع کے حالات پیش آئیں۔ تو جائزہ لینا چاہئے کہ صبر میں کمی ہوئی یا تقویٰ میں کمی ہوئی جس کی بنا پر ایسا ہو گیا اس کی تلافی کی فکر کی جائے۔ اپنے معاملات کو ٹھیک کیا جائے اصل یہی ہے کہ آج امت صبر و تقویٰ کو اختیار کرے تو معاملہ پلٹ جائے۔ یہ جو حالات پیش آتے ہیں۔ یا آرہے ہیں ہماری کمی کی وجہ سے ہے اس کی اصلاح و درستگی کی ضرورت ہے یہ باتیں جو اس وقت بتلائی گئیں وہ یہاں کے سلسلہ میں تھیں ہر شخص کو اسکا لحاظ و خیال رکھنا چاہئے

---

[1] رواہ احمد، تفسیر مظہری ۲/۱۲۷

حجاج کرام کے استقبال میں حدود کی رعایت

حجاج کرام کے سلسلہ میں ایک بات یہ بھی ہے کہ جب وہ یہاں سے اپنے اپنے علاقہ میں تشریف لے جائیں گے چونکہ اتنا بڑا شرف حاصل ہو رہا ہے تو لوگ استقبال کیلئے ملاقات کیلئے آتے ہیں اب اس بارے میں بعض جگہ بہت غلو کرتے ہیں کہ عورتیں بھی استقبال کیلئے پہونچ جاتی ہیں۔ اگر یہ علم میں آجائے تو اس پر نکیر کرے۔ منع کرے کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے بعض لوگ ایک بہت بڑی غلطی یہ بھی کرتے ہیں کہ خوشی میں استقبال کے لئے باجا بھی لے آتے ہیں یہ تو گناہ کی بات ہے۔ یہاں سے تو گناہوں سے توبہ کر کے جا رہا ہے اور پہونچتے ہی اس کا استقبال میں گناہ کا کام کیا جارہا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے اس پر نکیر کرے۔ منع کرے۔ بعض مرتبہ لوگ گلے میں ہار ڈالنے لگتے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ حاجی تو یہاں سے جیت کر آیا ہے۔ اس کو ولایت ملی مستجاب الدعوات ہو کر آیا یہ سب اسکو شرف ملا، اسکا ہار سے کیا تعلق۔ ہار سے کیا کام۔

نوشہ کو ہار ڈالنا خلاف شریعت ہے

بعض دفعہ لوگ اسی ہار کو نوشہ کے گلے میں بھی ڈال دیتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر کہا کرتا ہوں کہ شادی میں نکاح میں نوشہ کی تو جیت ہوتی ہے وہاں ہار کا کیا سوال۔ پھر یہ کہ نکاح سنت ہے سنت ہی کے مطابق اسمیں معاملات

کرنا چاہیئے ۔ جیسے اذان کا مسنون طریقہ ہے ۔ امامت کا مسنون طریقہ ہے
اسی طرح نکاح کا بھی مسنون طریقہ ہے ۔ اذان و اقامت میں طریقہ سنت
کی پابندی کرتے ہیں اسی طرح اس میں بھی سنت کی پابندی کرنی چاہیئے ۔
جیسے اذان و اقامت و امامت کیلئے کوئی کہے جب اذان و اقامت کہو تو
ہار ڈالو جب فارغ ہو جاؤ تو نکال دو اسی طرح جب امامت کیلئے مصلے پر جاؤ
تو ہار ڈالو جب فارغ ہو جاؤ تو نکال دو، تو اسکے لیئے کوئی تیار نہیں ہو گا ۔ اسی
طرح یہ بھی منع ہے کہ اس میں سنت کے ساتھ غیر سنت کو جوڑ لگا دیا ۔

حجاج کرام کو ایذاءِ مسلم سے بچنا چاہیئے

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ حاجی صاحب سے مصافحہ کرنے کے لیئے
لوگ ایکدم ٹوٹے پڑتے ہیں اب اس میں یہ ہوتا ہے کہ آپس میں دھکم دھکی
ہوتی ہے جس سے دوسروں کو تکلیف پہونچتی ہے جب حجر اسود کو بوسہ دینے
میں حکم ہے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو ۔ دھکم دھکی نہ ہو تو حاجی صاحب سے مصافحہ
میں اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے ایذا سے بچانے کے لیئے اس پر نکیر یعنی روک
ٹوک کرنا چاہیئے ۔ حاجی صاحب اگر اس پر روک ٹوک نہیں کرتے اور دوسروں
کو ایذا پہونچتی ہے تو ان کی پکڑ ہو جائے گی ۔ اسلیئے اس کا خیال رکھنا چاہیئے
کہیں جاتا ہوں لوگ محبت میں مصافحہ کیلئے ایکدم آگے بڑھتے ہیں ایسے موقعہ
پر کہا کرتا ہوں کہ پہلے ایک بات سن لو مصافحہ کرنا سنت ہے بڑھیا کام ہے
اور ہر بڑھیا کام کیلئے حکم ہے کہ داہنے کو مقدم کرو تو مصافحہ بھی اس کے موافق

ہونا چاہئے اور بھائی مجھ میں ایسی کوئی کرامت نہیں ہے کہ ایک وقت میں تین تین آدمیوں سے مصافحہ کرلوں۔ پھر یہ کہ ایذاء مسلم حرام ہے اب اس طرح مصافحہ کرنا کہ ایک دوسرے کو دھکم دھکا ہو۔ کشاکشی ہو جس سے دوسروں کو تکلیف ہو درست نہیں ہے تو ایک سنت پر عمل کرنے کیلئے ایذاء مسلم جو کہ حرام ہے اسکا ارتکاب یہ صحیح نہیں ہے اسلئے اسمیں سب لوگ لائن لگالو۔ اس سے سہولت بھی ہوگی حسن وجمال بھی ہوگا۔ جلدی بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ پاکستان میں ایک بڑے مدرسہ میں جانا ہوا۔ لوگ بڑی سلامتی والے تھے۔ وہاں کہا کہ سب سے مصافحہ کریں گے سب لوگ اس طرح لائن سے آتے رہے ے منٹ میں پانچ سو لوگوں سے مصافحہ ہو گیا۔ نظم وضبط سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایک سنت پر آسانی کے ساتھ عمل ہو گیا۔ حضرت والا حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ کے بارے میں بھی سنا ہے کہ ایک مرتبہ میرٹھ جلسہ میں تشریف لے گئے اسی نظم وترتیب سے چار ہزار آدمیوں سے مصافحہ فرمایا کہ نہ کسی کو تکلیف ہے نہ زحمت ہے نہ کشاکشی ہے۔

ہمارے بزرگوں کی کیا شان تھی

ہر کام میں اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو حاجی کی خصوصیت ہونا چاہئے کہ وہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائے حدیث میں مسلمان کی شان بیان فرمائی گئی۔

المسلم من سلم المسلمون من   اعلیٰ درجہ کا مسلمان وہ ہے جس سے

لسانہ ویدہ[1] کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے

شریعت نے اس سلسلہ میں یہاں تک حکم دیا ہے کہ جانور کو بھی تکلیف نہ پہونچائے ان کا خیال رکھے بلا وجہ ان کو مارنا پیٹنا برا ہے، پھر انسان کو وہ بھی مسلمان کو تکلیف پہونچانا ستانا یہ اور زیادہ قصور و غلطی کی بات ہے۔ بزرگوں کا اس بارے میں کیا معاملہ تھا نصیحت کے لئے اس وقت ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ہمارے بزرگوں کی کیا شان تھی۔ ایک بزرگ گاؤں میں رہتے تھے ایک مرتبہ دکان سے شکر لے کر آئے۔ گھر آکر جب شکر کی پڑیا کھولی تو دیکھا کہ اس میں تین چار چیونٹیاں ہیں۔ ان کو خیال آیا کہ یہ اپنے خاندان و برادری اور اپنے گھر والوں سے جدا ہو گئیں۔ اس خیال سے ان کو بے فکری و بے چینی ہونے لگی۔ اب دیکھئے گرمی کا زمانہ ہے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ مکان سے وہ دکان ایک ڈیڑھ میل کا فاصلہ ہے۔ اسی حال میں فوراً واپس گئے۔ جب دکاندار کے پاس پہونچے تو اس نے دیکھ کر کہا کہ کیسے تکلیف کی۔ کیا شکر کچھ کم تھی؟ کہنے لگے کوئی شکایت نہیں۔ بات یہ تھی کہ تمہارے یہاں سے چیونٹیاں چلی گئی تھیں ان کے گھر ان کو پہونچانے آیا ہوں۔ جس کا چونٹیوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا۔ تو اسی سے قیاس کرلو کہ انسانوں کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ اس کا کیسا معاملہ ہوگا؟ پھر یہاں اعلیٰ درجہ کا مسلمان بننے کیلئے آنا ہوا ہے اس لئے حاجی صاحبان کو اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے ان کا معاملہ ایسا ہو

---

[1] ترمذی شریف مشکوٰۃ ۱/۱۵

کہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے۔

مسلمانوں کا باہمی تعلق حدیث کی روشنی میں

بات آگئی کہ پہلے لوگوں کی کیا شان تھی۔ کیا حال تھا۔ اسی سلسلہ میں ایک بڑا عجیب واقعہ یاد آگیا کہ بغداد کے ایک بڑے رئیس تاجر نے ایک مرتبہ ستر ہزار کا ایک مکان خریدا۔ رات کو وہ اپنے دوتین منزلہ مکان کے اوپر لیٹے قریب دو بجے آنکھ کھلی تو محسوس ہوا کہ رونے کی آواز کہیں سے آرہی ہے۔ آجکل ہم لوگوں کا معاملہ ہوتا تو یہ خیال کر کے کہ کوئی بیمار ہوگا۔ یا کسی کا انتقال ہوگیا یا اسی طرح اور کوئی بات خیال کر کے کہ کوئی خاص توجہ نہ دیتے مگر اس زمانے کے عام لوگوں کا کیا حال تھا۔ وہ تاجر بھی ایک عامی صالح آدمی تھے۔ انھوں نے جب وہ آواز سنی تو فکر ہوئی کیا معاملہ ہے۔ تحقیق کرنی چاہی۔ حدیث میں بھی مسلمان کی یہی شان بیان کی گئی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی ہمدردی ایک دوسرے کی تکلیف وپریشانی میں کیا کیفیت ہوتی ہے

تری المومنین فی تراحمھم و	ایمان والوں کا باہمی معاملہ رحمدلی محبت
توادھم وتعاطفھم کمثل	اور مہربانی میں مثل ایک جسم کے ہے کہ جب
الجسد اذا اشتکی عضواً تداعیٰ	کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اسکی وجہ
لہ سائر الجسد بالسھر	سے پورا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوتا
والحمیٰ [1]	ہے۔

---

[1] متفق علیہ مشکوٰۃ ۲/۴۲۲

جسم کے کسی بھی حصہ میں تکلیف ہو تو اس سے سارا جسم متاثر ہوتا ہے ایسے ہی مسلمانوں کا آپس میں بھی یہی معاملہ بتلایا گیا ہے کہ کوئی پریشانی میں مبتلا ہو تو اس کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی ہو اس کی پریشانی دور کرنے کی فکر ہو۔ چنانچہ ان کو بھی فکر ہوئی۔ چنانچہ اپنے خادم کو جگا کر کہا کہ جاؤ معلوم کرو یہ معاملہ کیا ہے۔ کون رو رہا ہے؟ اس وقت کے خادم بھی کیسے دیانتدار و خدمت گذار ہوتے تھے کہ وہ گیا۔ تلاش کیا۔ معلومات کی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ میں معلومات کر کے واپس آ کر اطلاع دی کہ جن کا مکان آپ نے خرید ا ہے ان کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں۔

نصیحت آموز واقعہ

اب دیکھئے اس بات کے سننے کے بعد کیا کیفیت ہوتی ہے۔ حالانکہ مکان خرید ا تھا قاعدہ کے مطابق۔ خرید ا تھا مکان کے مالک ہو گئے تھے مگر اس کے بعد نیند نہیں آرہی ہے۔ بے چینی محسوس ہو رہی ہے صبح ہونے کا انتظار بھی نہیں کیا اسی وقت رات میں اٹھے۔ نیچے آئے۔ مکان کا دروازہ کھولا۔ روشنی کا انتظام کیا۔ خادم کو ساتھ لیا۔ اور جو دستاویز تھی اسکو لے کر وہاں پہونچے اسوقت تقریباً رات کے ساڑھے تین بج رہے ہوں گے۔ چونکہ صاحب خانہ بھی تہجد گذار تھے اور اس زمانہ میں تو اخیر شب میں اٹھنے کا تہجد پڑھنے کا بالعموم معمول تھا۔ چوتھی صدی تک رات کو اخیر شب میں ہر گھر میں تہجد میں قرآن پاک پڑھنے اور ذکر کرنے کی آوازیں آتی تھیں۔ کلمہ شریف

درود شریف وغیرہ گنگنانے کی آوازیں آتی تھیں۔ پھر ہلکے ہلکے اس میں انحطاط
شروع ہوا۔ کمزوری ایک دم نہیں آتی۔ دھیرے دھیرے آتی ہے۔ بہرحال
اس وقت یہ کیفیت تھی تو صاحب خانہ جاگ ہی رہے تھے انھوں نے دوازہ
کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھولدیا گیا۔ صاحب خانہ نے پوچھا کیا خاص بات ہے کہ
اس وقت تکلیف فرمائی آپ نے۔ انھوں نے کہا کہ یہ آپکے مکان کے دستاویز
ہیں اسکو لیجئے اور یہ مکان میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ اس وقت کے مسلمان کا
یہ حال تھا اسی سے اس وقت کے بزرگوں۔ اللہ والوں کا حال کا اندازہ
کرلو۔ حج کرنے والوں کو بھی دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے۔ آرام پہونچانیکی
فکر رکھنی چاہئے۔ اپنی گنجائش اور حیثیت کا خیال رکھتے ہوئے اس نوع کا
معاملہ کرنا چاہئے۔

ایثار پر انعام خداوندی

دوسروں کی خبر گیری اور مدد کرنے سے اجر و ثواب تو ملتا ہی ہے بعض
اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص قسم کی نعمت بھی ملتی ہے اس وقت
حجاج کرام ہی کا مجمع ہے۔ اچھا ہے ان ہی کے متعلق ایک اور واقعہ سنا دیا جائے
کہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے حج کے موقع پر غیبی آواز سنی کہ جو لوگ حج کیلئے
آئے ہیں ان کا حج قبول ہے اور جس نے حج نہیں کیا ان کا بھی حج قبول ہے۔
ان کو تعجب ہوا کہ یہ کیا بات ہے کہ جو نہیں آیا اس کا بھی قبول ہے۔ یہ وہ شخص ہیں
جو اللہ کے ولی تھے دعا کی کہ اے اللہ ایسا شخص کون ہے ہمیں اس کا پتہ بتلا

دیا جائے۔ بتلایا گیا کہ فلاں بستی کے فلاں محلہ میں فلاں شخص ہے ان کا پتہ معلوم ہو گیا تو سفر کر کے ان سے ملنے کے لئے گئے۔ جب وہاں پہونچے تو دیکھا کہ وہ ایک معمولی کاروباری آدمی ہیں۔ اس سے ان کو اور بھی تعجب ہوا۔ ان سے ملاقات کر کے پوری صورت حال بتلائی کہ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپکا حج قبول ہے۔ حالانکہ آپ حج میں نہیں گئے۔ آپ نے کیا عمل کیا جس سے یہ شرف حاصل ہوا؟ انھوں نے بتلایا کہ میں نے حج نفل کیلئے روپیہ پیسہ جمع کر لئے تھے۔ اور دوسرے انتظامات بھی کر لئے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ رات میں ہم گھر میں لیٹے ہوئے تھے بارہ بجے رات میں آنکھ کھلی۔ گھر میں بھی اہلیہ کی اسوقت آنکھ کھل گئی۔ بھنے ہوئے گوشت کا تقاضا ہوا پڑوسی کے گھر سے گوشت کے بھوننے کی خوشبو بھی آرہی تھی۔ ان کے یہاں آنا جانا تھا ہی۔ پڑوس میں ہونے کی وجہ سے یوں بھی بے تکلفی ہو ہی جاتی ہے۔ آنے جانے کا سلسلہ ہوتا ہے۔ آپس میں لین دین رہتا ہے اس بے تکلفی کی وجہ سے گھر میں گوشت کھانے کی خواہش ہوئی کہ وہاں سے ایک دو بوٹی ہم کو بھی لادو۔ میں نے کہا کہ اچھی بات ہے میں گیا۔ جا کر دروازہ کھٹکھٹایا ہمارے جو پڑوسی دوست تھے وہ نکلے۔ میں نے کہا کہ جو تمھارے یہاں پک رہا ہے اس میں سے تھوڑا ہم کو بھی دیدو۔ گھر میں کھانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اس بات کو سن کر وہ بیچارہ خاموش کوئی جواب نہیں دیا مجھے اس پر تعجب ہوا ان سے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگے جو پک رہا ہے وہ آپ کے کھانے کے قابل نہیں ہے۔

اس بات کو سن کر مجھے فکر ہوئی۔ پوچھا معلوم کرنے پر بتلایا کہ کئی وقت

سے فاقہ تھا۔ کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اور بھائی شریعت نے حالات خاصہ میں گنجائش دی ہے کہ مردار کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے حالات ہو گئے تو ایک مرغی مری ہوئی تھی اس کو لاکر رکھا۔ پکانے کے لئے ایسا وقت دیکھا کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ اس واقعہ کو سن کر ان پر کتنا اثر ہوا۔ وہ کہنے لگے کہ مجھے اس کا بڑا قلق ہوا کہ ہمارے پڑوس میں یہ حال ہے اور مجھے خبر بھی نہیں اس وقت جو لوگ ضرورت مند ہوتے تھے وہ بھی عام طور پر اسکو ظاہر نہیں کرتے تھے اسلئے پڑوس میں رہتے ہوئے بھی حال معلوم نہ ہو سکا۔ دل پر اتنا اثر ہوا کہ حج کی جو رقم تھی وہ سب اپنے پڑوسی کو لاکر دیدی اس ایثار و ہمدردی کی برکت سے ان کو وہ شرف ملا۔

پڑوسی کا اسلامی حق

پڑوسی کا بڑا حق ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔ اس کی خبر گیری کا بھی حکم ہے۔ خود پیٹ بھر کر کھالے اور پڑوسی بھوکا رہے یہ مومن کی شان نہیں ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ الْمُؤمن بالذی یشبع و جارہ جائع الی جنبہ [1] — وہ شخص مومن کامل نہیں، جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور قریب میں اسکا پڑوسی بھوکا ہو

معاملہ ایسا ہونا چاہیے کہ پڑوسی مطمئن ہو اسکو کسی قسم کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اسکا پڑوسی اس سے مطمئن نہیں ہے تو اسکے بارے میں

[1] بیہقی مشکوٰۃ ۲/۴۲۲

قسم کھا کر فرمایا گیا کہ وہ شخص مومن نہیں قسم ایک بار نہیں تین بار کھائی گئی

وَاللہ لایومن ۔ واللہ لایومن واللہ لایومن قبل من یارسول اللہ ۔ قال الذی لایومن جارہ بوائقہ [۱]

اللہ کی قسم وہ شخص مومن کامل نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مومن کامل نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مومن کامل نہیں آپ سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول کون ہے وہ شخص؟ آپ نے فرمایا جس کے پڑوسی اسکے شر سے مامون نہ ہوں ۔

مسلمان ہونے کیوجہ سے اکرام کا بھی معاملہ ہونا چاہیئے :

بات میں بات نکل آتی ہے عرض یہ کر رہا تھا کہ حجاج کرام کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے ایسا شخص اعلیٰ درجہ کا مسلمان ہے ۔ گالی دینا برا ہے پھر حرم میں یہ اور بھی برا ہے ۔ اسی طرح کسی کو ستانا یہ برا ہے ہی پھر مسلمان کو ستانا یہ اور بھی برا ہے ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ روزانہ جو معاملہ کیئے جاتے ہیں وہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو عمومی ہوتا ہے دوسرے خصوصی مراعات کا معاملہ ہوتا ہے ۔ مان لو ایک آدمی ایسا آیا کہ جس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ عام آدمی ہے ۔ ایک وہ ہے جس سے کسی نوع کا تعلق ہے ۔ مثلاً ہمارا بھائی ہے ۔ ہمارے چچا ہیں ۔ ہمارے دوست ہیں ۔ یا

---

[۱] متفق علیہ مشکوۃ ۲/۴۲۲

دوست کے چچا ہیں ۔ یا ہمارے چچا کے دوست ہیں ہمارے استاد کے یا ہمارے
شیخ کے دوست ہیں غرض کوئی نہ کوئی تعلق ہے تو کیا دونوں کے ساتھ ایک
نوع کا معاملہ ہوتا ہے ؟ جن سے تعلق ہوتا ہے ان کی مراعات کی جاتی ہے
جب اس طرح کے تعلق کی بنا پر خصوصی معاملہ کرتے ہیں تو کیا مسلمان ہونے
کی بنا پر ہم بھی کچھ خصوصی معاملہ ۔ خصوصی رعایت کرتے ہیں کہ نہیں ۔ اس بنیاد
پر شاذ و نادر اور بہت ہی کم ہم رعایت کا معاملہ کرتے ہیں ۔ کیوں صاحب گورنر
صاحب کا چپراسی آئے ۔ کلکٹر صاحب کا چپراسی آئے اسکے ساتھ ہم جو معاملہ کرتے
ہیں کیا ایک مسلمان کے ساتھ جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے اسکے ساتھ بھی
ہم وہی معاملہ کرتے ۔ آج کل ہم لوگوں میں اس کی بڑی کمی ہو گئی ہے ۔ یہ قابل
اصلاح چیز ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہونے ۔ مسلمان ہونے کی بنیاد پر
اس کے ساتھ اعزاز و اکرام کا بھی معاملہ ہونا چاہئے ۔ اس لئے کہا کرتا ہوں کہ
کسی سے بھی لڑنا یہ بُرا ہے پھر حکومت کے آدمی پولیس والے یا فوجی سے لڑنا یہ
اور بھی بُرا ہے ۔ اسی طرح کسی سے لڑنا تو برا ہے ہی مسلمان سے لڑنا ۔ اسکو ستانا
گالی دینا ۔ دھوکا دینا یہ اور بھی زیادہ برا ہے ۔ پھر حاجی کا اس نوع کا معاملہ
کرنا یہ اس کی شان کے خلاف ہے یہاں سے جانے کے بعد ہمارے عمل سے
لوگوں کو احساس ہو کہ حرم سے بدل کر آئے ہیں ۔ لوگوں میں عمل کا جذبہ پیدا ہو

وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام

اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ انسان ہے بھول چوک ہوتی رہتی ہے۔ غلطی ہوتی رہتی ہے اسکی تلافی کرے۔ کسی کی حق تلفی ہو جائے تو اسکو معاف کرائے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ نے حقوق العباد کے سلسلے میں کتنا اہتمام کیا ہے۔ حضرت والا حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کا کیا مقام تھا۔ آپ کی کیا شان تھی ظاہر ہے۔ سب کو معلوم ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی اور اس کی تلافی کا کس قدر خیال تھا۔ یہ بات اسلئے کہی جارہی ہے تاکہ جو لوگ حضرت والا کی تعلیمات وہدایات پر عمل کرنے والے ہیں ان کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس معاملہ میں ان کا کیا حال تھا اور ہمارا کیا حال ہے۔ حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے العذر والنذر کے عنوان سے مضمون لکھا کہ تمام ان حضرات کی خدمت میں جن کا کوئی حق میرے ذمہ ہو خواہ وہ حق مالی ہو۔ خواہ وہ حق غیر مالی ہو ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ نہایت لجاجت وسماجت سے درخواست کرتا ہوں کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے عوض لے لیں بشرطیکہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جائے۔ اور خواہ حسبۃً للہ معاف فرما دیں میں دونوں حالتوں میں ان کا شکر گذار ہوں گا کہ مجھ کو محاسبۂ آخرت سے بری فرمایا اور معافی کی صورت میں دعا بھی کرتا رہوں گا کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا۔

پھر آخر میں یہ اشعار لکھے ۔

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو — بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام — نہ رکھے قیامت کے دن پر یہ کام
کہ خجلت بروز قیامت نہ ہو — خدایا اس مجھ کو ندامت نہ ہو

حقوق العباد کی تلافی کا انعام

حقوق العباد کا بڑا اہتمام رکھئے ۔ اس کی ادائیگی کی فکر و کوشش کرتا رہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا[1] اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے ۔

اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے ۔ جائزہ لیتا رہے ۔ بزرگان دین اللہ والوں کو کتنا اہتمام تھا حقوق العباد کے بارے میں خاص طور سے کتنی فکر تھی ۔ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ سب لوگ جانتے ہیں بہت بڑے عالم اور بڑے درجہ کے بزرگوں میں سے تھے یہ ساری باتیں تھیں ۔ حضرت کی ایک خاص بات تھی کہ دین و اہلِ دین کی حرمت و احترام کے خلاف کسی کے منہ سے کوئی کلمہ نکل جاتا تو پھر اس کا تحمل نہیں ہوتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے اس نوع کی بات کہہ دی تو حضرت کو کہاں

---

[1] اتحاف السادہ المتقین ۱۰/۱۱۱

برداشت۔ اس پر حضرت نے بہت ڈانٹا ڈپٹا خیر معاملہ ہو گیا۔ ان حضرات کی بھی عجیب شان ہوتی ہے کہ اپنے سے غافل نہیں ہوتے محاسبہ کرتے رہتے ہیں خیال آیا کہ وہ فلاں شخص جو نہ تو مرید نہ شاگرد آج میں نے زیادہ ڈانٹ دیا۔ بس مغرب کے بعد اوّابین پڑھ کر مہمان حضرات بھی بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ ایک جگہ جانا ہے۔ سارا علاقہ معتقد بھی تھا سردی کی رات تھی راستہ بھول گئے۔ خیر جب وہاں گاؤں پہونچے تو وہ صاحب تاپ رہے تھے حضرت کو دیکھا تو ان کی عید ہو گئی کہ حضرت آ گئے پھر آپ نے فرمایا کہ بھائی آج دوپہر میں نے تم کو ڈانٹا تھا اس کو معاف کر دو انھوں نے کہا ارے حضرت آپ تو ہمارے دادا کے برابر ہیں آپ نے ہم کو ڈانٹا تھا وہ تو ہمارے ہی فائدہ کیلئے تھا آپ نے فرمایا نہیں بھائی معاف کر دو۔ اس نے کہا اچھا حضرت معاف کر دیا۔ پھر انھوں نے کہا اب چائے پی لیجئے۔ فرمایا اسوقت موقع نہیں ہے، ضرورت ہے مہمانوں کو چھوڑ کر آیا ہوں، اور فوراً واپس ہو گئے، اس معاملہ کی تلافی کے لئے دو ڈھائی گھنٹہ بلکہ تین گھنٹے صرف کئے خیر رات کو تو یہ معاملہ ہوا اس کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو بھائی حق العبد کی تلافی میں نفس کی پامالی ہے یہ بڑا مجاہدہ ہے مگر حق تعالیٰ نے اس پر فوراً انعام کیا کہ وہ یہ کہ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک سمندر ہے اس میں ایک کشتی چل رہی ہے کشتی میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہیں۔ میں بھی ایک کشتی میں سوار ہوں میری کشتی پیچھے پیچھے چل رہی ہے

سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی عبدالغنی کی کشتی کو میری کشتی سے باندھ دو۔ کشتی کو کشتی سے باندھنے کیلئے جو ملاتے ہیں کھٹ کی آواز ہوتی ہے حضرت فرماتے تھے کہ وہ آواز اب تک کانوں میں گونجتی ہے اور وہ منظر ابتک سامنے ہے۔ حقوق العباد کے اہتمام سے اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا اسلئے اگر کسی کے ذمہ حقوق ہوں تو جلد سے جلد معافی تلافی کی صورت اختیار کرے کسی کو ایذا نہ دے۔ دوسروں کو نفع پہونچائے۔ راحت پہونچائے ہر شخص اس کی کوشش کرے کہ ہم سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے۔

حج کے شرف کو حرام کھانے سے ختم نہ کرے

حجاج کرام کو جن باتوں کا اہتمام چاہیئے ان میں خصوصیت سے یہ چیز بھی ہے کہ حرام مال کھانے سے بچنے کا اہتمام بہت زیادہ رکھے۔ یہاں سے جانے کے بعد بہت سے لوگ ان کی دعوت کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دعوت کرنا یہ تو اچھی بات ہے۔ اب یہ کہ کس کی دعوت کھائے۔ کس کی نہ کھائے۔ اسکا بھی علم ہونا چاہیئے۔ جو لوگ ایسے ہیں جن کا حال معلوم نہیں آمدنی کی نوعیت معلوم نہیں۔ جن کو مستور الحال کہا جاتا ہے ان کی دعوت کا معاملہ تو الگ ہے۔ اس میں سہولت دی گئی ہے البتہ جن کے بارے میں معلوم ہے کہ گندہ مال بھی ہے، ویسا مال بھی ہے، ایسی صورت میں دیکھنا چاہیئے کہ کالا مال یعنی حرام زیادہ ہے یا سفید یعنی حلال زیادہ ہے

تو دونوں کا حکم الگ الگ ہے، تحقیق کرے، پوچھ لے اگر وہ کہہ دے کہ طیب یعنی سفید مال زیادہ ہے تو ایسی صورت میں شریعت نے گنجائش دی ہے۔

ان کان غالب مالہ حلالاً لا باس بقبول ھدیتہ والاکل منھا[1]	اگر اسکی زیادہ آمدنی حلال ہے تو اسکا ہدیہ و دعوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اگر معلوم ہو کہ گندہ مال یعنی حرام زیادہ ہے تو پھر پوچھنا ضروری ہے وہ کہہ دے کہ حلال مال سے دعوت کر رہا ہوں تو بھی گنجائش ہے، ورنہ تو پھر نہ کھائے۔

غالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذالک المال اصلہ حلال[2]	اگر اسکی غالب آمدنی حرام ہے تو ہدیہ اور دعوت قبول نہ کرے جب تک وہ اطلاع نہ دے کہ یہ حلال مال کا ہے۔

اور حلال و طیب ہی مال ہونے کی صورت میں حکم ظاہر ہے کہ اور کوئی مانع نہ ہو تو قبول کرے۔ دعوت کھائے۔ یہ بات اسلئے عرض کردی کہ حج کے ذریعہ سے جو شرف ملا ہے ایسا نہ ہو کہ کھانے پینے کی بے احتیاطی سے وہ ختم نہ ہو جائے کیونکہ حرام کھانے پینے کا ضرر یہ ہوتا ہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعضے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ ان کے بال بکھرے ہوں گے۔ ان پر گرد و غبار پڑی ہوگی۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے یارب یارب کہہ کر دعائیں مانگیں گے مگر ان کی

---

[1] عالمگیری ۳۴۳/۵۔ [2] عالمگیری ۳۴۳/۵

دعا قبول نہ ہوگی۔ اسلئے کہ

مطعمہ حرام ومشربہ حرام — اس کا کھانا، اسکا پینا، اسکا پہننا

وملبسہ حرام وغذی بالحرام — سب حرام اور اسکی غذا بھی حرام

جب ان کا معاملہ اس نوع کا ہوگا تو پھر

فانٰی یستجاب لذالک[۱] — پس ایسی حالت میں اسکی دعا کہاں قبول ہوگی

اسلئے کھانے پینے میں احتیاط رکھئے خصوصیت سے اہتمام کیجئے۔

مستجاب الدعوات لوگوں کے ساتھ حجاج بن یوسف کا معاملہ

بعض مرتبہ لوگ اس نوع کا معاملہ جان بوجھ کر کرتے ہیں تاکہ ان کو جو شرف ملا ہوا ہے وہ ختم ہوجائے اس نوع کے واقعات ہوئے ہیں۔ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی حجاج بن یوسف جب وہاں حاکم ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا جب کھانے سے فارغ ہوچکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بد دعا سے محفوظ ہوگیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہوگئی۔ یوں تو بہت سے صلحا اسکے یہاں نہیں کھاتے تھے مگر جو کھا لیتے تھے تو وہ کہتا کہ اب میں ان کے شر سے یعنی ان کی بد دعا سے بچ گیا۔ حرام مال سے تو ہر شخص کو بچنا چاہیے۔ پھر جو شخص اتنے روپئے خرچ کرکے آئے اتنا قرب حاصل کرے اسکو اور زیادہ محتاط ہونا چاہیے۔

---

[۱] رواہ مسلم مشکوٰۃ ۱/۲۴۱

خلاصۂ کلام

اس وقت بیان کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہاں کی حاضری کی برکت سے جن طاعات کی توفیق ہوئی ان کو باقی رکھنے کی فکر رکھی جائے اسی طرح جن کوتاہیوں کا احساس ہوا ہے ان کو دور کیا جائے یکساں تو ہر ایک میں کچھ نہ کچھ ہوتی ہی ہیں ان کی اصلاح و درستگی کی فکر و کوشش رکھے گناہوں سے بچے اس کا تقاضا ہو تو ہمت کر کے اس کو دبائے۔ اس پر عمل نہ کرے۔ حجاج کرام اس طرح رہیں کہ ان کا عمل دوسروں کو حج نفل کی دعوت دینے والا ہو کہ حج سے انسان میں تبدیلی آجاتی ہے اب دعا کر لی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو قبول فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

اتباعِ سُنّت سے محبوبیت کا راز

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی ہیئت (وضع) بناتا ہے اس پر اللہ تعالےٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے۔ پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے (اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے۔)

(کمالاتِ اشرفیہ)

اصلاح کا آسان نسخہ

منجملہ ارشاداتِ عالیہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دُعا مانگو

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ مَیں فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ میں سخت نالائق ہوں۔ سخت خبیث ہوں۔ سخت گنہگار ہوں۔ میں تو عاجز ہو رہا ہوں آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں۔ آپ ہی قوت دیجئے۔ میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں۔ آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے۔ اے اللہ جو گناہ مَیں نے اب تک کیے ہوں۔ انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو مَیں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا۔ لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار اور اپنی اصلاح کی دُعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہوگا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی۔ شان میں بھی بٹہ نہ لگے گا۔ دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی غرض غیب سے ایسا سامان ہو جاوے گا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

چند اہم تعلیماتِ دینی

۱۔ جس نے کہنا مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہنا مانا اللہ تعالےٰ کا۔ (پ ۵، ع ۸)

۲۔ وُہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (ترمذی شریف)

۳۔ وُہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان بھائی کو مالی یا جانی نقصان پہنچائے یا فریب کرے (ترمذی شریف)

۴۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے (جامع الصغیر)

۵۔ مسلمان وُہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ بخاری

۶۔ ماں باپ کی ناراضگی کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

۷۔ غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزیں آنے سے پہلے۔

- زندگی کو موت سے پہلے
- تندرستی کو بیماری سے پہلے
- فراغت کو مشغولی سے پہلے
- جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
- مالداری کو فقر سے پہلے (جامع الصغیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے
نصیر آباد باغبانپورہ لاہور

دینا جگہ مجھے بھی بندوں میں خاص اپنے
جب منعقد ہو یارب دربارِ عام تیرا

محشر میں ہو پہنچ کر اس تشنہ لب کو حاصل
تیرے نبی ﷺ کے ہاتھوں کوثر کا جام تیرا

جنت میں چشمِ حیرت ہو شادکام میری
جلوہ رہے میسر اس کو مدام تیرا

ہو جملہ انبیاء پر اصحاب و اولیا پر
دائم صلوٰۃ تیری پیہم سلام تیرا

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

نکلنے نہ دے مجھ کو اب زندگی بھر
یہیں روک لے اے حصارِ مدینہ
بقیعِ مقدس میں ہو میرا مرقد
رہوں حشر تک ہمکنارِ مدینہ
نہ عجلت کرو وقتِ رخصت رفیقو!
کہاں میں کہاں پھر دیارِ مدینہ
ابھی رہنے دو محوِ نظارہ مجھ کو
میں دل میں بسا لوں بہارِ مدینہ
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ
D&C BY: (ANGLES)
KHAWAJA AFZAL